مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء

مختصر تاریخ

منور سلطان ندوی

(رفیق مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء)

ناشر

مجلس تحقیقات شرعیہ

ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

طبع دوم ۲۰۲۲ء

کتاب	:	مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء: مختصر تاریخ
مولف	:	منور سلطان ندوی (رفیق مجلس تحقیقات شرعیہ)
صفحات	:	۷۲
سن اشاعت	:	نومبر ۲۰۲۲ء
تعداد	:	ایک ہزار
قیمت	:	

ناشر

مجلس تحقیقات شرعیہ

ندوۃ العلماء، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

ملنے کے پتے:

۱- مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، احاطہ دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ:

فون: 0522-2741439

۲- مکتبہ ندویہ، احاطہ دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، فون: 8960997707

فہرستِ مضامین

مقدمہ — حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی — ۸
پیش لفظ — مولانا عتیق احمد بستوی — ۱۰
قیام کا پس منظر — ۱۳
مجلس تحقیقات شرعیہ کی تاسیس — ۱۵
اراکین — ۱۷
فقہی اجتماعات کے دیگر اہم شرکاء — ۱۹
مقاصد — ۱۹
علمی وفکری منہج — ۲۰
طریقۂ کار — ۲۲
سوالات مرتب کرنے والی کمیٹی — ۲۳
دستور العمل تیار کرنے والی کمیٹی — ۲۴
بیرون ہند کے علماء سے رابطہ — ۲۴
مسائل کی پہلی فہرست — ۲۵
مجلس تحقیقات شرعیہ کا استقبال — ۲۶
مجلس کے پہلے ناظم — ۲۹
کام کا آغاز — ۳۰
مجلس کی دوسری مشاورتی نشست — ۳۰

انشورنس سے متعلق سوالنامہ کی تیاری اوراس کی ترسیل — ۳۱
انشورنس کے موضوع پر مجلس کو موصول ہونے والی تحریریں — ۳۲
انشورنش کے بارے میں مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی رائے گرامی — ۳۳
مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کا مکتوب — ۳۵
مجلس کی تیسری مشاورتی نشست — ۳۵
انشورنس کے مسئلہ پر مجلس کا فیصلہ — ۳۶
مجلس کے فیصلہ پر اہل علم کا تاثر — ۳۸
سرکاری قرضہ اور رؤیت ہلال کے مسئلہ پر سوالنامہ کی تیاری — ۳۸
رؤیت ہلال کے مسئلہ پر موصول ہونے والی تحریریں — ۳۹
مجلس کی چوتھی مشاورتی نشست — ۴۰
رویت ہلال کے بارے میں مجلس کا فیصلہ — ۴۱
حکومت سے قرضہ حاصل کرنے کے مسئلہ پر موصول ہونے والے مقالات — ۴۴
مجلس کے دوسرے اور تیسرے ناظم — ۴۵
مجلس کی پانچویں مشاورتی نشست — ۴۶
مجلس کی کوششیں۔ نئے انداز میں — ۵۰
تحقیقات شرعیہ کے احیاء کی ضرورت — ۵۱
نئے سکریٹری کا انتخاب — ۵۱
مقاصد میں توسیع — ۵۲
مجلس کے سرپرستان، ارکان مشاورت اور علمی معاونین — ۵۳
سرگرمیوں کا آغاز اور ترجیحی کام — ۵۵

مجلس کی دوسالہ کارکردگی رپورٹ

از: مولانا عتیق احمد بستوی (سکریٹری مجلس تحقیقات شرعیہ)

مقاصد کی تعیین اور علمی وتحقیقی کاموں کا خاکہ ۵۶

قدیم ریکارڈ اور مقالات کو محفوظ کرنے کی کوشش ۵۶

مجلس کی تاریخ وتعارف پر مشتمل تین رسائل کی طباعت ۵۷

مجلس کے قدیم دستاویزی مقالات کی ترتیب وتحقیق ۵۷

مسلم فیملی لاء پر ماہانہ خطبات کا سلسلہ ۵۸

پہلا لکچر بعنوان: اسلام کا نظام طلاق اور اس کی قسمیں ۵۸

دوسرا لکچر بعنوان: اسلام کا نظام وراثت اور اس میں عورتوں کا حصہ ۵۹

تیسرا لکچر بعنوان: یتیم پوتے کی وراثت ۵۹

چوتھا لکچر بعنوان: گھریلو نزاعات کے حل میں دار القضاء کا کردار ۵۹

پانچواں لکچر بعنوان: خلع کی حقیقت اور اس کے قانونی وشرعی پہلو

چھٹا پروگرام، مذاکرہ بعنوان 'بین مذاہب شادیاں اور اس کے قانونی اور شرعی پہلو'

ساتواں لکچر بعنوان: ظلم وزیادتی اور شقاق بین الزوجین کی بناء پر فسخ نکاح، بیوی پر شوہر کے ظلم وزیادتی سے متعلق ملکی قوانین

آٹھواں لکچر بعنوان: مفقود الخبری، غائب غیر مفقود اور عدم ادائے نفقہ کی بناء پر فسخ نکاح

نواں لکچر بعنواں: طلاق کے بارے میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلوں کا جائزہ

قرآنیات کے موضوع پر علمی کام ۶۰

علمی موضوعات پر ماہانہ نشست ۶۰

ترتیب فتاوی ندوۃ العلماء۔نئی پیش رفت ۶۱

علامہ سید سلیمان ندویؒ کے فقہی مقالات کی ترتیب ۶۱

ویب سائٹ کی تیاری ۶۲

کتابوں کی طباعت ۶۲

فقہی سیمینار

☆☆☆☆

مقدمہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم
(ناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى اما بعد!

اسلام جب آیا عرب عمومی طور پر جاہل تھے، قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ ان میں اسلام اتارا، تاکہ بعد میں یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو معلوم نہ تھا، اور ان کا علاقہ جزیرۃ العرب کی جغرافیائی نوعیت ایسی تھی کہ غیر علاقے کے لوگوں سے ربط دشوار تھا، ان کو جو معلوم کرنا ہوتا آپس میں ہی معلوم کرتے تھے، اور غیروں کے واسطے سے معلوم کرنے میں بڑی دشواری تھی، ان پڑھ لوگوں میں اسلام کو اتارنے کے ساتھ ان کو علم حاصل کرنے کی تاکید فرمائی، سورہ اقرء میں اس کی واضح تلقین ہے، اور اس کی تاکید بھی ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

اقرأ باسم ربك الذى خلق، خلق الانسان من علق۔ (سورہ علق)

پڑھو! اس ذات کے نام سے جس نے پیدا کیا، انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔

اور فرمایا:

علم الانسان مالم يعلم۔ (سورہ علق)

انسان کو وہ بتایا جو وہ نہیں جانتا تھا

اس طرح اسلام کا تعلق علم سے گہرا ہو گیا، اور مقصد علم کو بھی قرآن مجید سے وابستہ فرمایا، اس کے اثر سے عربوں نے نہ صرف اس کو پوری طرح حاصل کیا بلکہ دوسری قوموں

تک علم کو پہونچانے کا کام کیا، اور یہ ناواقف قوم پوری دنیا میں علم میں سب سے ممتاز ہو گئے، اس طرح ان کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ اور ان کی شریعت آخری شریعت بنا دی گئی، آخری سے مراد مکمل اور سب سے جامع ہونا ہے، اور ہمیشہ کے لئے ہونا ہے، خواہ دنیا میں جب بھی جیسے بھی حالات آئیں، تمدنی حالات ہوں، جغرافیائی حالات ہوں، سائنسی حالات ہوں، سب میں اسلامی شریعت رہنما شریعت ثابت ہوگی، اور ہمیشہ اس نے رہنمائی کی، اس لئے اس بات کی بھی ضرورت محسوس کی جاتی رہی کہ نت نئے مسائل کے حل کے لئے ہمارے فضلاء تیار ہوں، اور اس کے لئے اکیڈمیاں اور کمیٹیاں بھی تشکیل پائیں اور علماء باہم مشورہ اور تحقیقات پیش کرنے سے اور اس پر مذاکرہ اور تبادلہ خیال کا ایک اچھا طریقہ بھی نکالا، چنانچہ فقہ اکیڈیمیاں اور تحقیقات شرعیہ کی مجالس کا قیام عمل میں آیا، ندوۃ العلماء نے بھی ضرورت سمجھی تھی کہ اس تعلق سے ایک ادارہ کا قیام عمل میں لائے، مجلس تحقیقات شرعیہ کے نام سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ندوۃ العلماء کا ناظم منتخب ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد اس کے لئے ایک اجتماع بلایا تھا، جس میں ملک کے ممتاز علماء اور فقہاء اور دوسرے اہل علم شریک ہوئے تھے، اور ان کی سرکردگی میں مجلس تحقیقات شرعیہ کا قیام عمل میں آیا، جس کے ناظم اول ممتاز عالم اور فقیہ مولانا محمد تقی امینی کو بنایا گیا، اور پھر اس کے اہم ذمہ دار مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ہوئے، جو دارالعلوم ندوۃ العلماء کے علوم شرعیہ کے موقر استاذ تھے، ان کے بعد یہ ذمہ داری ایک دوسرے بڑے فاضل اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذ مولانا محمد برہان الدین سنبھلی کے سپرد ہوئی، اور وہ ناظم مجلس تحقیقات شرعیہ قرار پائے، اب اس کے ذمہ دار و ناظم مولانا عتیق احمد بستوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء ہیں، جو اچھا تحقیقی ذوق رکھتے ہیں، اور ان کی تصنیفی و تحقیقی خدمات سامنے آتی رہی ہیں، ادارہ کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد انہوں نے اس تعلق سے کچھ اہم اشاعتیں پیش کی ہیں، ان میں ایک اشاعت ''مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء: مختصر تاریخ اور تشکیل نو کا خاکہ'' بھی ہے، جو مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء شائع کر رہا ہے،

اس کے مرتب مجلس کے رفیق اورآفس انچارج اوردارالعلوم ندوۃ العلماء میں فقہ کے استاذ مولوی منور سلطان ندوی ہیں، جوفتاوی ندوۃ العلماء کی ترتیب کا کام بھی کررہے ہیں، اورالحمدللہ اس کی بھی تین جلدیں سامنے آچکی ہیں، یہ رسالہ ادارہ کی اہمیت اور مقصد کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوگی، اللہ تعالی اسے قبول فرمائے اورلوگوں کواس اہم ضرورت کی طرف متوجہ فرمائے۔

محمد رابع حسنی ندوی

ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

دائرہ شاہ علم اللہ حسنی، رائے بریلی

۵/ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ

☆☆☆☆

پیش لفظ

اداروں اورتحریکوں کوقائم کرنااورانہیں ترقی دینا آسان کام نہیں ہے، ہردور میں چند ہی شخصیات ہوتی ہیں جنہیں اللہ تعالی عظیم اداروں اورمفید تحریکات کے قیام اورانہیں ترقی دینے کی توفیق عطا فرماتا ہے، مفکراسلام حضرت مولانا سیدابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اللہ ان چنیدہ اور برگزیدہ بندوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالی نے بڑے بڑے کاموں کی توفیق عطافرمائی، اورعالمی سطح پرانہیں شہرت اورمقبولیت سے نوازا، ان کے دورمیں ندوۃ العلماء کی تعلیمی تحریک پوری دنیامیں متعارف اورمقبول ہوئی، دارالعلوم ندوۃ العلماء ان کے دورمیں بام عروج تک پہونچا۔

حضرت مولاناسیدابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے جن تحریکات میں قائدانہ شرکت کی اور ان کے کاموں کوآگے بڑھایاان میں آل انڈیامسلم پرسنل لابورڈ، دینی تعلیمی کونسل اترپردیش اورآل انڈیامسلم مشاورت کا نام نمایاں ہے، جن تحریکات کے وہ اصل بانی مبانی ہیں اوران کے فکروعمل کی برکت سے جوتحریکات وجودمیں آئیں ان میں سب سے نمایاں تحریک پیام انسانیت، رابطہ ادب اسلامی اورمجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ ہیں، ان تحریکات اوراداروں کوحضرت مولاناعلی میاں ندویؒ نے اپنے رفقاء کی مدد سے برپاکیااور ترقی کے منازل تک پہونچایا۔

حضرت مولاناعلی میاں ندویؒ کاایک عظیم کارنامہ جس کی طرف عام اہل علم کی نظر بہت کم پہونچتی ہے، مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء بھی ہے، حضرت مولاناعلی میاں ندویؒ کا یہ کام ان کے اہم ترین کاموں میں شمار کئے جانے کے لائق ہے، جس وقت انہوں نے اپنے بعض مخلص رفقاء کے تعاون سے مجلس تحقیقات شرعیہ کاخاکہ بنایااور پوری جرات و

ہمت سے اس کام کا آغاز کیا اس وقت ہندوستان ہی نہیں پورے عالم اسلام میں نئے مسائل پر اجتماعی غور وخوض کے ادارے نہ ہونے کے برابر تھے، جدہ فقہ اکیڈمی، مکہ فقہ اکیڈمی، ادارہ مباحث فقہیہ اور اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا یہ سب بعد کے کام ہیں، اجتماعی اجتہاد اور اجتماعی غور وخوض کے لئے اس سے پہلے جامعۃ الازہر نے ۱۹۶۱ء مجلس البحوث الاسلامیہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تھا، جو ایک خوشگوار پہل تھی، عالم عرب میں اس کے ذریعہ نئے مسائل پر اجتماعی غور وخوض کا آغاز ہوا۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے ہندوستان کے ممتاز ترین علماء اور فقہاء کی مدد سے نومبر ۱۹۶۳ء میں مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ قائم فرمائی، جو ابتدائی نشستوں ہی سے سرگرم عمل ہوگئی، مجلس کے اغراض ومقاصد طے کئے گئے، اس کے کام کا فکر ومنہج طے پایا، اراکین مقرر کئے گئے، ہند وبیرون ہند کے جن علماء سے نئے پیش آمدہ مسائل کے بارے میں علمی تعاون حاصل کرنا تھا ان کی فہرست بنائی گئی اور ان سے رابطے کئے گئے، ان موضوعات کی ایک فہرست بھی بنائی گئی جن پر یکے بعد دیگرے اجتماعی غور وخوض کرنا تھا، اور ان کی بابت فیصلے کرنے تھے، مجلس تحقیقات شرعیہ حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے تیار کردہ فکر ومنہج کے مطابق چند سال سرگرم رہی، متعدد اہم ترین مسائل پر میٹنگیں ہوئیں اور فیصلے کئے گئے، جن کی بازگشت پورے برصغیر میں سنی گئی، اگر اسی انداز سے یہ کام آگے بھی جاری رہتا تو بہت بڑا علمی وفقہی سرمایہ ہوتا، اور بہت سے پیچیدہ مسائل کا حل علماء اور اصحاب افتاء کے اجتماعی غور وخوض سے پیش کیا جا چکا ہوتا، لیکن خدا جانے ایسی کیا رکاوٹیں پیش آئیں کہ کام کا وہ منہج ترک کرنا پڑا اور تحقیقات شرعیہ کا کام انفرادی بحث وتحقیق تک محدود ہو گیا۔

زیر نظر کتابچہ ’’مجلس تحقیقات شرعیہ: مختصر تاریخ اور تشکیل نو کا خاکہ‘‘ میں اس کے مرتب عزیزم مولانا منور سلطان ندوی نے کوشش کی ہے کہ مجلس کا پورا تعارف پیش کردیا جائے، اور جن مقاصد کے لئے مجلس وجود میں آئی اور اس کے ذریعہ جو اہم کام انجام پائے ان پر اختصار کے ساتھ بھرپور روشنی ڈال دی جائے، مرتب نے میری نگرانی اور مشورہ سے مجلس تحقیقات شرعیہ کا پورا قدیم ریکارڈ پڑھ کر اور اس سے متعلق اخبارات وجرائد میں شائع شدہ

مضامین کا مطالعہ کر کے مجلس کی یہ مختصر تاریخ تیار کی ہے، جو مجلس کے کاموں کے لئے ایک آئینہ ہے، اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اور ان کے گرامی قدر رفقاء کی بلند نگاہی، دور بینی، اور بروقت شرعی رہنمائی فراہم کرنے کی صلاحیت کو اجاگر کرتی ہے۔

ندوۃ العلماء کے موجودہ ناظم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم اور نائب ناظم مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی دامت برکاتہم نے مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء کے احیاء کا فیصلہ کیا، ان حضرات کی خواہش ہے کہ مجلس اپنے قیام کے چند سال تک جس طرح فعال اور سرگرم عمل رہی، دوبارہ پھر اسی انداز سے علمی، تحقیقی اور اجتماعی غور وفکر کے کاموں کو لے کر آگے بڑھے، مجلس تحقیقات شرعیہ دور حاضر کے مسائل ومشکلات اور ضرورتوں کو سامنے رکھ کر بحث وتحقیق، اور اجتماعی غور وخوض کے خاکے تیار کرے، اور اس میں رنگ بھرے، نوجوان فضلاء کو علم وتحقیق کے اس کارواں سے جوڑا جائے، اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے آخری درجات کے طلبہ میں فقہی اور شرعی موضوعات کے مطالعہ اور ان پر بحث وتحقیق کا ذوق پیدا کیا جائے، انہی احساسات کے ساتھ بڑوں کے مشورہ سے مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء کی تشکیل نو ہوئی ہے، کاموں کا کچھ خاکہ تیار کیا گیا ہے، اس کا بھی مختصر تذکرہ اس کتابچہ میں آپ کو ملے گا، آپ سے درخواست ہے کہ حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء دامت برکاتہم نے جن نیک ارادوں اور بلند عزائم کے ساتھ مجلس تحقیقات شرعیہ کے احیاء کا فیصلہ کیا ہے، اس کی تکمیل کے لئے دعا کریں، اور اپنے مفید مشوروں اور بھرپور تعاون سے مجلس کو نوازیں۔

اللہ تعالی ندوۃ العلماء کی تعلیمی واصلاحی تحریک (جس کی دور حاضر میں بھی سخت ضرورت ہے) کو قبولیت اور کامیابی سے ہمکنار کرے، اور حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے جن بلند مقاصد کے لئے مجلس تحقیقات شرعیہ قائم فرمائی تھی انہیں پورا کرنے کی مجلس کے ذمہ داران اور خادموں کو توفیق عطا فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ

۳۰ ذیقعدہ ۱۴۴۱ھ
۲۲ جولائی ۲۰۲۰ء

عتیق احمد بستوی
سکریٹری مجلس تحقیقات شرعیہ
استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

قیام کا پس منظر

اسلامی علوم وفنون کی تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور میں مسلمانوں میں ایسے علماء پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے دور کے تقاضوں کومحسوس کرتے ہوئے اس وقت کے جدید مسائل پر مسلمانوں کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا، تاریخ اسلام میں علمی وفکری بنیادوں پر جتنے مسائل ابھرتے رہے اور معاشی وتمدنی تبدیلیوں اور سائنس کی ترقی کے نتیجہ میں جتنے جدید مسائل سامنے آتے رہے ہر دور کے علماء نے ان مسائل میں مسلمانوں کی دینی رہنمائی فرمائی۔

بیسویں صدی جدید معاشی وتمدنی تبدیلیوں، صنعتی انقلاب، سائنسی علوم وافکار اور مختلف طرح کی علمی وفکری آویزشوں کی آماج گاہ رہی ہے، پوری دنیا بیک وقت مختلف النوع تبدیلیوں بلکہ انقلابات سے دوچار ہوئی ہے، ایسے وقت میں نباض علماء، دور اندیش مفکرین اور بصیرت مند مصنفین نے وقت کے تقاضوں کومحسوس کرتے ہوئے تمدنی و معاشرتی تبدیلیوں کو نہ صرف محسوس کیا بلکہ اس کی وجہ سے معاشرہ وسماج میں آنے والی تبدیلیوں اور جدید پیش آمدہ مسائل کے حل کے لئے پوری طرح کمر بستہ ہوگئے، برصغیر میں مولانا عبدالحی فرنگی محلیؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مولانا محمد علی مونگیریؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ، مولانا ابوالمحاسن سجادؒ، مولانا عبدالصمد رحمانیؒ، اور ان جیسے دیگر علماء کی تصانیف اور ان کی کاوشیں اس بات کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔

بیسویں صدی کی ابتداء، اور وسط میں انجام پانے والی علمی وفقہی کاوشیں زیادہ تر انفرادی حیثیت کی حامل ہیں، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ازدواجی حقوق سے محروم مظلوم عورتوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ملک کے ممتاز علماء کے علاوہ حجاز کے علماء

وفقہاء سے علمی رابطہ فرمایا اور اس مسئلہ سے متعلق مالکی فقہاء کی رائے لے کر الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ کے نام سے کتاب مرتب فرمائی، ان کا یہ تاریخی اقدام حل طلب مسائل پر اجتماعی غور وفکر کی بڑی عظیم اور کامیاب کوشش تھی، جسے اللہ تعالی نے قبولیت سے نوازا۔

بیسویں صدی کے نصف آخر میں مسلم دنیا کے مختلف حصوں اور خصوصاً مصر سے جدید پیش آنے والے مسائل کے حل کے لئے اجتماعی اجتہاد کی صدا بلند ہوئی، اور سب سے پہلے جامعہ ازہر مصر کے علماء نے اس سلسلہ میں علمی پیش رفت کی، ان علماء کی کوششوں سے ۱۹۶۱ء میں ازہر کے علماء پر مشتمل مجمع البحوث کا قیام عمل میں آیا، اور برصغیر ہندوپاک میں اس سلسلہ میں سب سے پہلے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۶۳ء میں اجتماعی اجتہاد کا تصور ندوۃ العلماء کی مجلس انتظامیہ میں پیش فرمایا جہاں ملک کے چیدہ علماء جمع تھے، حضرت مولانا نے اسی مجلس میں اس مقصد کے لئے کسی ادارہ کے قیام کی تجویز بھی پیش فرمائی، حضرت مولانا نے اس وقت اپنے خطبہ میں اجتماعی اجتہاد کی ضرورت اور اس حوالہ سے ندوۃ العلماء کی ذمہ داری کوتفصیل سے بیان فرمایا، آپ نے فرمایا:

> کسی زمانے میں بھی کوئی بڑا علمی وتعلیمی ادارہ ان فقہی مسائل سے غیر متعلق نہیں رہ سکتا جو جدید حالات، تمدن، علوم وسائنس کی ترقی اور نئے تنظیمی واقتصادی نظاموں نے پیدا کردئے ہیں، مسلمان بجا طور پر ان دینی مراکز سے جن میں اونچے پیمانہ پر فقہ واصول فقہ کی تعلیم ہوتی ہے، ان مسائل میں رہنمائی کے طالب ہوتے ہیں، اور ایک بڑا طبقہ جو دینی احساس اور خوف خدا رکھتا ہے ان کے بارے میں حکم شرعی معلوم کرنے کے لئے مضطرب ہے، ندوۃ العلماء پر یہ ذمہ داری خاص طور پر عائد ہوتی ہے، کیونکہ علماء کی اس انجمن کے قیام اور ایک بلند پایہ دار العلوم کی تاسیس کے اہم مقاصد میں سے نئے مسائل پر غور اور جدید تبدیلیوں کے مطابق احکام وجزئیات کا استنباط اور مسلمانوں کی دینی رہنمائی کا فرض بھی شامل تھا، اگرچہ پرسنل لاء کے مسئلہ نے مسلمانوں میں اس ضرورت

کا عام احساس اور اس سے دلچسپی پیدا کر دی ہے، لیکن درحقیقت صرف پرسنل لا ئ نہیں بلکہ تمام جدید حالات و مدنی مسائل پر غور و فکر کرنا اور ان کے بارے میں اپنی مثبت و واضح رائے دینا علماء کا اولین فرض تھا...... ندوۃ العلماء کے لئے یہ بڑی سعادت کی بات ہوگی کہ وہ اپنے دارالعلوم کے اندر یہ کام شروع کرے، اور اس کے لئے ایک مستقل شعبہ قائم کرے، دارالعلوم میں بہت بڑا کتب خانہ ہے، صاحب نظر علماء کی بھی ایک جماعت ہے، اپنے خاص تعلقات کی بناء پر اس کو مصر و شام کے علمی اداروں اور مرکزی شخصیتوں سے رابطہ کرنے اور ان کے افکار و آراء سے استفادہ کرنے کا بھی بہترین موقع حاصل ہے، اس لئے میری رائے اور تجویز ہے کہ دارالعلوم میں اس علمی و فکری کام کی تکمیل کے لئے ایک شعبہ قائم کیا جائے اور اس کے لئے ضروری انتظامات منظور کئے جائیں۔ (تعمیر حیات، ۲۵/نومبر ۱۹۶۳ء)

مجلس تحقیقات شرعیہ کی تاسیس

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی تجویز کے بعد حضرت مولاناؒ کی دعوت پر یکم ستمبر ۱۹۶۳ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ملک کے منتخب اہل فکر علماء کا ایک مشاورتی جلسہ ہوا، جس میں نئے حالات سے پیدا ہونے والے مسائل پر شرعی نقطہ نظر سے غور و خوض اور ملت کی رہنمائی کرنے کے لئے 'مجلس تحقیقات شرعیہ' کے قیام کا فیصلہ لیا گیا، کاروائی رجسٹر کے مطابق حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ کی صدارت میں یہ نشست منعقد ہوئی، کاروائی کا آغاز مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے ایک مقالہ ''مسلم ممالک میں پرسنل لا اور جدید تمدن کے پیدا کئے ہوئے قابل غور مسائل'' سے ہوا جس میں مسلم پرسنل لا کے بارے میں تمام مسلم ممالک کے اب تک کے اقدامات کا جائزہ لیا گیا تھا، اس کے بعد مولانا تقی امینیؒ نے ''تدوین فقہ کی تاریخ اور موجودہ حالات کا جائزہ'' کے عنوان سے

اپنا مقالہ پیش کیا جس میں ماضی میں اجتہادی کوششوں کے تسلسل کو پیش کرتے ہوئے موجودہ وقت میں اجتماعی غور و فکر اور اس کے مطلوبہ علمی منہج پر تفصیلی گفتگو کی، حضرت مولاناؒ نے مجلس کے طریقہ کار کی وضاحت فرمائی، اس نشست میں مولانا منظور نعمانیؒ اور مفتی رضا انصاری فرنگی محلیؒ نے بھی اظہار خیال کیا۔ (کاروائی رجسٹر، قلمی)

اس جلسہ میں درج ذیل قرارداد منظور کی گئی:

''نئے حالات اور ایجادات نے جو ایسے مسائل پیدا کر دئے ہیں جن کا واضح حکم ہماری فقہ میں موجود نہیں یا وہ معاملات و مسائل جنہوں نے موجودہ زمانہ میں نئی شکل اختیار کر لی ہے ان مسائل میں غور و فکر اور ان کے بارے میں ممکن حد تک اجتماعیت پیدا کرنے کے لئے اصحاب نظر علماء کی ایک مجلس تشکیل کی جائے''۔ (روداد پہلی نشست، قلمی)

اس ابتدائی نشست میں جو شخصیات شامل ہوئیں ان کے اسماء سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ افراد جہاں علم و فکر اور دینی بصیرت میں اپنی مثال آپ تھے وہیں یہ ملک کے مختلف علمی دبستانوں کی نمائندگی بھی کر رہے تھے، نشست میں شامل شخصیات کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا محمد منظور نعمانیؒ (مدیر ماہنامہ الفرقان لکھنؤ)
۲۔ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ (معروف محدث)
۳۔ مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ (ناظم ندوۃ العلماء)
۴۔ مولانا فخر الحسنؒ (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)
۵۔ مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ (دارالمصنفین، اعظم گڑھ)
۶۔ مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ (خانقاہ رحمانی، مونگیر)
۷۔ مولانا عمران خان ندویؒ (تاج المساجد، بھوپال)
۸۔ مولانا ابواللیث ندویؒ (جماعت اسلامی ہند)
۹۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ (مفسر قرآن، ومدیر صدق جدید)

۱۰۔مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی (مکتبہ الفرقان، لکھنؤ)

۱۱۔مولانا محمد تقی امینیؒ (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۱۲۔مولانا محمد اویس نگرامی ندویؒ (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۱۳۔مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ (مدیر ماہنامہ برہان، دہلی)

۱۴۔مولانا رضا انصاری (مفتی فرنگی محل)

اس پہلی نشست میں مجلس تحقیقات شرعیہ سے متعلق ابتدائی باتیں طے پائیں وہیں مجلس کے اراکین کی فہرست کے علاوہ سوالنامہ تیار کرنے کی کمیٹی اور دستور العمل بنانے کی کمیٹی بھی بنائی گئی، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مجلس کے کام کے تئیں یہ اصحاب فضل وکمال کتنے سنجیدہ تھے، اورکس طرح وقت کی اہم ترین ضرورت کے لئے مضبوط ترین بنیاد رکھ رہے تھے۔

اراکین

مجلس تحقیقات شرعیہ کے لئے پورے ملک سے ممتاز علماء اور اصحاب افتاء کو اراکین منتخب کیا گیا، جس میں مختلف دبستان علم وفکر کی نمائندگی واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے، پہلی نشست میں منتخب کئے گئے ممبران کے اسماء اس طرح ہیں:

۱۔مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ (ناظم ندوۃ العلماء)

۲۔مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ (مفسر قرآن)

۳۔مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ (معروف محدث)

۴۔مولانا ابواللیث ندویؒ (امیر جماعت اسلامی، ہند)

۵۔مولانا شاہ معین الدین احمد ندویؒ (دارالمصنفین، اعظم گڑھ)

۶۔مولانا محمد اویس نگرامی ندویؒ (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۷۔مولانا محمد تقی امینیؒ (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۸۔مولانا فخر الحسنؒ (استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند)

۹۔مولانا منظور نعمانیؒ (مدیر الفرقان، لکھنؤ)

۱۰۔مولانا عمران خان ندویؒ (تاج المساجد، بھوپال)

۱۱۔مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ (خانقاہ رحمانی، مونگیر)

۱۲۔مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ (ایڈیٹر ماہنامہ برہان، دہلی)

۱۳۔مولانا رضا انصاریؒ (فرنگی محل)

۱۴۔مولانا مفتی عتیق الرحمٰنؒ (ندوۃ المصنفین، دہلی)

۱۵۔مولانا سید محمد میاںؒ (جمعیت العلماء، دہلی)

۱۶۔مولانا محمد اسحٰق سندیلویؒ (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۱۷۔مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ (مہتمم دارالعلوم دیوبند)

۱۸۔مولانا پروفیسر عبدالوہاب بخاریؒ (پرنسپل نیو کالج، مدراس)

۱۹۔مولانا عبدالصمد رحمانیؒ (امارت شرعیہ، بہار)

۲۰۔مولانا فخر الدینؒ (شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند)

۲۱۔مولانا عبدالرحمٰن صاحب پالن پوریؒ (مہتمم دارالعلوم چھاپی، گجرات)

۲۲۔مولانا شاہ عون احمد قادریؒ (خانقاہ مجیبیہ، پھلواری شریف)

۲۳۔مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلیؒ (مکتبہ الفرقان، لکھنؤ)

۲۴۔مولانا مجیب اللہ ندویؒ (دارالمصنفین، اعظم گڑھ)

۲۵۔مولانا ظفیر الدینؒ (دارالعلوم دیوبند)

۲۶۔مولانا عبیداللہ مبارکپوریؒ (مشہور اہل حدیث محدث)

۲۷۔مولانا غلام احمد صاحب (خطیب جامع مسجد بمبئی)

۲۸۔مولانا عنایت اللہؒ (شاہجہاں پور)

شاید باہم مشورہ کے بعد یا ان حضرات سے رابطہ کے بعد اس فہرست میں جزوی تبدیلی بھی ہوئی، مثلاً اسی فہرست میں مولانا ابواللیث ندوی کے نام کے سامنے مولانا سید احمد عروج

قادری کے نام درج ہیں، اسی طرح مولانا فخر الحسن صاحب کے نام کے سامنے مولانا مفتی محمود صاحب کا نام درج ہے۔ (کاروائی رجسٹر، قلمی)

فقہی اجتماعات کے دیگر اہم شرکاء

یہ حضرات مجلس کے مستقل اراکین تھے، ان کے علاوہ دیگر متعدد علماء مجلس کی فقہی اجتماعات میں شریک ہوئے ہیں، چند اہم شخصیات کے اسماء اس طرح ہیں:

۱۔ مولانا قاضی زین العابدین صاحبؒ (شعبہ اسلامیات، جامعہ ملیہ)

۲۔ مولانا سید احمد عروج قادریؒ (مدیر ماہنامہ زندگی)

۳۔ مولانا شبیر احمد میرٹھیؒ (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۴۔ مولانا مفتی نظام الدین (دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند)

۵۔ مولانا مفتی محمد ظہور ندویؒ (دارالعلوم ندوۃ العلماء)

یہ حضرات مجلس کے رکن بنائے گئے تھے یا مدعو خصوصی کے حیثیت سے شامل ہوئے تھے۔

مقاصد

مجلس کے درج ذیل مقاصد قرار دئے گئے:

۱۔ شرعی اور فقہی حیثیت سے ان مسائل پر غور کرنا اور حتی الوسع کسی اجتماعی فیصلہ تک پہونچنا جو زمانہ کے نئے حالات اور ایجادات نے پیدا کئے ہیں، اور ان کا واضح حکم ہماری فقہ میں موجود نہیں ہے۔

۲۔ جن مسائل میں اس نئے دور میں عامہ مسلمین کے لئے ناقابل عبور دشواریاں پیدا ہوگئی ہیں فقہ اسلامی کی مسلمہ مگر وسیع حدود کی پابندی کرتے ہوئے غور وفکر کے بعد ان میں آسانیاں پیدا کرنا۔

۳۔ مسلم پرسنل لاء کی اس طرح تنقیح وترتیب اور قانونی شکل میں تدوین جس سے ان غلطیوں کی تصحیح ہوجائے جو ہندوستان کے رائج الوقت محمڈن لاء میں

داخل ہوچکی ہے، اور اسلامی شریعت میں ان کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (قلمی تحریر)

مولانا تقی امینی صاحب نے مجلس کی تاسیسی نشست میں مجلس کا تفصیلی خاکہ پیش کیا، جس میں مولانا نے مجلس کے مقاصد اور طریقہ کار کا تفصیل سے ذکر کیا، ایک جگہ آپ لکھتے ہیں:

ہر دور میں توجہ اور نظر ثانی کے مستحق وہ مسائل ہوتے ہیں جن کے بغیر معاشرتی نظام چل نہیں سکتا یا چل تو سکتا ہے لیکن قومی وملی ضرر کا واقعی اندیشہ ہوتا ہے، اور معاشرہ کی نموبخش فضا پر اثر پڑتا ہے، فقہ میں اس قسم کے جو اجتماعی مسائل موجود ہیں اور حال کی ضروریات کے مطابق نہیں ہیں یا حالات کی تبدیلی کی وجہ سے معاشرہ کو جن مسائل کی ضرورت ہوگئی ہے، اور فقہ میں موجود نہیں ہیں، ایسے تمام مسائل بتدریج غور وفکر کے مستحق قرار پائیں گے۔ (تدوین فقہ کی تاریخ اور موجوہ حالات کا جائزہ، ماہنامہ الفرقان، اکتوبر ۱۹۶۳ء)

علمی وفکری منہج

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے اپنے مقالے میں جہاں پرسنل لاء کے موضوع پر مسلم ممالک میں ہونے والی کوششوں کا تذکرہ کیا وہیں تحقیقات شرعیہ کے نام سے قائم ہونے ادارے کا علمی وفکری منہج بھی متعین فرمایا اور اس حوالہ سے آپ کی زبان سے ایسا اصولی اور حکیمانہ نکتہ سامنے آیا جو ہندوستانی علماء وفقہاء کے علمی رسوخ اور فکری بلندی کی بہترین ترجمانی کرتا ہے، حضرت مولاناؒ نے فرمایا:

ہم اس حقیقت کا بھی برملا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے لئے کوئی مسلم ملک قطعی وکلی طور پر واجب الاتباع اور واجب التقلید نہیں، اور نہ کسی ملک کے جدید رجحانات، نئے قوانین اور حکومت کے فیصلے ہمارے اوپر حجت بن سکتے ہیں، ماسوا اس بات کے کہ یہ کوئی شرعی اور فقہی دلیل نہیں، قانون اسلامی کے مآخذ اور اس کی بنیادیں کتاب وسنت، اجماع وقیاس عالمگیر ودائمی مآخذ ہیں،

اورانہی کی روشنی میں اُس زمانہ میں کام ہوا ہے اور آئندہ کام ہوگا، اور ماسوا اس بات کے کہ ایک مسلمان پر کسی دوسرے مسلمان کا عمل یا رجحان حجت نہیں بن سکتا، حجت صرف اللہ کی کتاب، اس کے رسول کی سنت صحیحہ، اور استنباط مسائل کے وہ مآخذ اور سرچشمے ہیں جن پر کسی ملک یا قوم کی اجارہ داری نہیں ہے، اور امام احمد بن حنبلؒ کی زبان سے نکلا ہوا یہ فقرہ اب بھی فضا میں گونج رہا ہے اور قیامت تک گونجتا رہے گا کہ ایتونی بشئی من کتاب اللہ وسنة رسولہ حتی اقول بہ۔ (ماہنامہ الفرقان، ستمبر ۱۹۶۳ء، مقالہ: مسلم ممالک میں پرسنل لاء اور جدید تمدن کے پیدا کئے ہوئے قابل غور مسائل)

مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کی صراحت فرمادی کہ شرعی مسائل پر غور وفکر کا کام آزاد فضا میں اور ہر قسم کے دباؤ اور نفوذ سے آزاد ہو کر ہونا چاہیے، آپؒ نے فرمایا:

دوسرے، ہم پوری قوت کے ساتھ اس بات کو بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ یہ کام تنہا ماہرین فن، اصحاب اختصاص اور ان علماء کرام کا ہے جو ہر قسم کے دباؤ اور نفوذ سے آزاد ہیں اور ہر غلط رجحان اور خام خیالی سے محفوظ ہیں، یہ کام خالص علمی انداز پر آزادانہ فضا میں اور پورے اخلاص، سنجیدگی وگہرائی، غور وفکر، مشورے وتعاون کے ساتھ ہونا چاہیے، اور درحقیقت اس مجلس کا انعقاد اسی راہ کا پہلا قدم ہے۔ (حوالہ سابق)

مولانا تقی امینی صاحب نے اپنے مقالہ میں مجلس کے علمی وفکری منہج پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی ہے، اس مقالہ کے چند نکات اس طرح ہیں:

اس مجلس کو اونچے پیمانہ پر نہ اجتہاد کی ضرورت ہوگی، اور نہ کوئی نئی راہ نکالنے کی اجازت ہوگی، البتہ اخذ واستفادہ کے باب میں یہ مجلس وسعت سے کام لے گی، نہ تو بالکلیہ آزاد وخود رائے ہوگی، اور نہ وقت ضرورت دوسرے امام سے استفادہ کو حرام جانے گی، بلکہ ہر مسئلہ کو دلیل وبصیرت کی روشنی میں سمجھ کر قبول

کرے گی اور اطمینان حاصل کرنے کے بعد فیصلہ کرے گی۔

ایسے ہی جب نئی صورت حال درپیش ہوگی اور اس کا حل نکالنے کی ضرورت ہوگی یا حالات ومقامات کی تبدیلی سے موجودہ مسئلہ میں تبدیلی ناگزیر ہوگی تو یہ مجلس وہی طرز عمل اختیار کرے گی جس کا ثبوت متقدمین کے یہاں موجود ہے، مثلاً پہلے زیر بحث مسئلہ کی روح اور مقصد کو سمجھنے کی کوشش کرے گی پھر اس پر غور کرے گی کہ معاشرتی حالت اور سماجی زندگی میں کس حد تک یہ اثر انداز ہے، اور شرعی نقطہ نظر سے اس کے ذریعہ کس قسم کی مصلحت کا حصول اور مضرت کا دفعیہ ہو سکتا ہے۔

ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد حل طلب مسئلہ کو اس کے مناسب باب سے متعلق کر کے نظائر تلاش کرے گی اور پھر اس کی روح اور مقصد کو سامنے رکھ کر مقرر قاعدے کے مطابق بالترتیب قرآن وسنت اور اجماع وقیاس سے زیر بحث مسئلہ کا تعلق جوڑے گی۔

اس طریق کار کے اختیار کرنے سے بعض صورتیں ایسی ہوں گی جن کا حل آسان ہوگا، صرف اصول وکلیات اور ضرورت ومصلحت میں صحیح تطبیق سے ان کا حل نکل آئے گا، اور بعض میں دشوار پیش آئے گی، اور ایسی حالت میں اختلاف ائمہ سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہوگی، لیکن ہر حال میں روح اور مقصد سامنے ہوگا، اور فقہی ضابطہ سے انحراف جائز نہ ہوگا، ورنہ شریعت ہوا وہوس اور سہل پسندی کا 'بازیچہ' بن کر رہ جائے گی۔

مجلس یہ کبھی نہ کرے گی کہ مخالف محاذ کے پیدا کئے ہوئے انسانیت سوز مسائل کا حل تلاش کرے اور خاطر خواہ حل نہ ملنے کی صورت میں فقہ کو قابل گردن زدنی قرار دے کر آزادی وبیباکی کی وہ راہ اختیار کرے جو تجدد پسند افراد اور مرعوب ذہن ومسحور دماغ کا شیوہ ہے۔

اورنہ مجلس یہ کرے گی کہ مسائل کا حل تلاش کرنے میں تشدد وتقشف کے اس طریقہ کو اپنائے جس کی وجہ سے فقہ جامد وساکت بن گیا ہے اور زمانہ کے مفتی کو یہ کہنے کا موقع مل رہا ہے کہ موجودہ فقہ ضروریات زندگی سے اہم آہنگ نہیں ہے بلکہ وہ ہر مرحلہ اور ہر موقف پر توازن واعتدال کی راہ اختیار کرے گی اور اللہ کے روبرو جواب دہی کے تصور کو سامنے رکھ کر مسائل کا حل نکالے گی۔

(تدوین فقہ کی تاریخ اور موجوہ حالات کا جائزہ، ماہنامہ الفرقان، اکتوبر ۱۹۶۳ء)

طریقۂ کار

مجلس نے نئے مسائل کا حل تلاش کرنے کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا جو عموماً اس طرح کے کاموں کے لئے اختیار کرنا زیادہ مناسب ہوتا ہے، یعنی مسئلہ کے انتخاب کے بعد اس مسئلہ کی پوری تفصیلات اور قابل غور پہلوؤں کی نشاندہی کے ساتھ سوالنامہ ممتاز علماء و اصحاب افتاء کو بھیجنا، ان کی آراء حاصل کرنے کے بعد ان آراء کو مجلس کے اراکین کی خدمت میں بھیجا جانا، اور پھر اراکین مجلس کی نشست میں باہم بحث ومباحثہ کے بعد مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرنا۔

مجلس تحقیقات شرعیہ کے بانی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے مجلس کی دوسری مشاورتی میٹنگ میں اپنا افتتاحی خطبہ پیش کرتے ہوئے مجلس کے طریقہ کار پر بھی روشنی ڈالی، آپ نے فرمایا:

پہلے ایک سوالنامہ ارکان مجلس اور دوسرے ممتاز اہل علم واہل نظر کی خدمت میں بھیجا جائے گا اور کسی ایک مسئلہ کو منتخب کرکے اس پر ان کی رائے دریافت کی جائے گی، پھر ان آراء کو سامنے رکھ کر کسی مجلس میں ان پر بحث ومذاکرہ کرکے مسئلہ کی تنقیح کی جائے گی، اور کسی ایک پہلو کو اختیار کیا جائے گا۔

(خطبۂ افتتاحی، از مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ، پیش کردہ دوسری مشاورتی نشست مجلس تحقیقات شرعیہ)

جدید مسائل پر غور وفکر کرنے کے لئے ذہنی وفکری وسعت قلبی ضروری ہے، فکری دباؤ یا مخصوص ذہنی ساخت کے ساتھ اجتماعی غور وفکر کا یہ عمل لا حاصل ہوگا، حضرت مولاناؒ نے مجلس کا خاکہ پیش کرتے وقت ان باتوں کی بھی نشاندہی فرمائی، جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی یہ فکر کتنی واضح اور کس قدر عملی تھی۔

سوالات مرتب کرنے والی کمیٹی

مجلس کا قیام کتنا منظم اور منصوبہ بند طریقہ سے ہوا اس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ پہلی نشست میں ہی سوالات مرتب کرنے والی کمیٹی، اور دستور العمل بنانے والی کمیٹی کے ارکان نامزد کردئے گئے، تاکہ باضابطہ کام کا آغاز ہو سکے، سوال نامہ تیار کرنے والی کمیٹی کے اراکین حسب افراد طے پائے:

۱۔مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۲۔مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ
۳۔مولانا سعید احمد اکبرآبادی
۴۔مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
۵۔مولانا سید منت اللہ رحمانی
۶۔مولانا تقی امینیؒ
۷۔مولانا محمد رضا انصاریؒ
۸۔مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی
۹۔قاضی عدیل عباسیؒ

بعد میں اس فہرست میں ترمیم واضافہ بھی کیا گیا۔

دستور العمل تیار کرنے والی کمیٹی

مجلس تحقیقات شرعیہ کے سلسلہ میں بنیادی باتیں پہلی نشست میں ہی طے کی گئیں، لیکن مستقل اس کے نظام، ڈھانچہ اور طریقہ عمل کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی جس کے ذمہ مجلس کے لئے دستور العمل بنانا تھا، کاروائی رجسٹر میں دستور العمل کمیٹی میں درج ذیل اسماء درج ہیں:

۱۔مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ

۲۔مولانا منظور نعمانیؒ

۳۔مولانا محمد عمران خان ندویؒ

۴۔مولانا محمد تقی امینیؒ

بیرون ہند کے علماء سے رابطہ

کارروائی رجسٹر میں پہلی نشست کی تفصیلات کے ذیل میں بیرون ہند کے منتخب علماء کی ایک فہرست بھی درج ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زیر بحث مسائل میں ان سے رابطہ کرنے اور ان کی رائے جاننے لئے یہ فہرست بنائی گئی تھی، تاکہ ان مسائل پر ہندوستان کے علماء کے ساتھ مصر و شام اور حجاز کے نامور علماء کی رائے بھی حاصل کی جائے، اور اس کی روشنی میں کوئی فیصلہ کیا جائے، بیرون ہند کے علماء میں درج ذیل افراد کے اسماء کارروائی رجسٹر میں درج ہے:

۱۔شیخ محمد حسنین محمد مخلوف (مصر)

۲۔علامہ ابوزہرہ (مصر)

۳۔شیخ محمد الغزالی (مصر)

۴۔استاذ مصطفیٰ احمد الزرقاء (شام)

۵۔شیخ ابوالیسر عابدین (شام)

۶۔استاذ مصطفیٰ السباعی (شام)

۷۔شیخ عبدالفتاح ابوغدہ (شام)

۸۔شیخ حسن المشاط (مکہ)

۹۔شیخ امین الکتبی (مکہ)

۱۰۔شیخ عبدالعزیز بن باز (حجاز)

۱۱۔مفتی محمد شفیع صاحب (پاکستان)

۱۲۔مولانا محمد یوسف بنوری (پاکستان)

۱۳۔مولانا ظفر احمد تھانوی (پاکستان)

۱۴۔مولانا عمیم الاحسان (ڈھاکہ)

۱۵۔مفتی محمود داؤد یوسف (رنگون)

مجلس کے تحت زیر بحث آئے مسائل میں پاکستان کے علماء میں مفتی شفیع صاحبؒ، مولانا ولی حسن ٹونکیؒ، مولانا یوسف بنوریؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے مقالات اور ان کی آراء مجلس کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات سے رابطہ تھا۔

علماء عرب سے بھی ابتدائی مرحلہ میں رابطہ کیا گیا تھا، مگر ان کی طرف سے جواب نہ ملنے کی وجہ سے بعد میں ان سے رابطہ نہیں کیا گیا۔ (رپورٹ مولانا اسحٰق سندیلوی، قلمی)

مسائل کی پہلی فہرست

پہلی نشست میں مسائل کی ایک فہرست بھی درج ہے، جن کو ترجیحی طور پر غور وخوض کے لئے منتخب کیا گیا، اس فہرست میں درج ذیل مسائل شامل ہیں:

۱۔رویت ہلال	۲۔انشورنس
۳۔پراویڈنٹ فنڈ	۴۔حکومت کے قرضے
۵۔کوآپریٹیو سوسائٹی	۶۔کمرشیل انٹرسٹ
۷۔ہوائی جہاز میں اوقات نماز	۸۔ذبیحہ غیر مسلم
۹۔فسخ نکاح	۱۰۔ولایت
۱۱۔وراثت	۱۲۔طلاق ثلاثہ
۱۳۔تعدد ازدواج	۱۴۔خیار بلوغ و منکوحہ صغیرہ

۱۵۔قلت مکانات کی موجودہ صورت میں مالکان مکان کے حقوق تخلیۂ مکان و اضافہ اجرت (کارروائی رجسٹر)

مجلس تحقیقات شرعیہ کا استقبال

مجلس تحقیقات شرعیہ وقت کے اہم تقاضے کی تکمیل تھی، اس لئے علمی حلقوں میں اس کا استقبال کیا گیا، مجلس کے قیام کی خبر ملک کے اخبارات ورسائل میں نمایاں طور پر شائع ہوئی، مجلس کے پہلے ناظم مولانا تقی امینی صاحب نے مجلس کے قیام کا مژدہ اس طرح سنایا:

خوشی کی بات ہے کہ اس ناگزیر ضرورت اور اہم تقاضا کو پورا کرنے کے لئے ایسے نازک دور میں ندوۃ العلماء نے انقلابی قدم اٹھایا ہے، اور مجلس تحقیقات شرعیہ کے نام سے ایک مجلس کا قیام عمل میں آگیا ہے، جو نئے مسائل میں افراط وتفریط سے ہٹ کر معتدل انداز میں قوم کی رہنمائی کرے گی، مجلس نے کام کرنا شروع کردیا ہے، اور عنقریب انشورنس (بیمہ) کے مسئلہ پر تحقیق مکمل ہوکر مجلس کا فیصلہ قوم کے سامنے آجائے گا اور اس طرح ایک دو دو مسئلہ پر تحقیق کے لئے فیصلہ کا اعلان ہوتا رہے گا، مزید خوشی یہ ہے کہ مجلس میں ہر طبقہ کی نمائندگی کے لئے حتی الامکان کوشش کی گئی ہے، اور بڑی حد تک اس میں کامیابی ہوئی ہے۔ (تعمیر حیات، نومبر ۱۹۶۳ء)

متعدد نامور اصحاب قلم نے مجلس کے قیام پر اپنی مسرت کا اظہار کیا، مولانا شاہ معین الدین ندویؒ ناظم دارالمصنفین ومدیر ماہنامہ معارف نے معارف کے شذرات میں اپنے تاثر کا اظہار اس طرح کیا:

اس میں شبہ نہیں کہ مجلس نے جس کام کی ذمہ داری لی ہے وہ بڑا کٹھن ہے، اور اس کی راہ میں بڑے سخت مراحل اور بڑی پیچیدہ اور دشوار گذار گھاٹیاں ہیں، ان مسائل کا ایسا حل نکالنا آسان نہیں ہے جن سے موجودہ مشکلات بھی حل ہوجائیں اور کسی کو اس سے اختلاف بھی نہ ہو، مگر اس سے کم سے کم یہ فائدہ تو ضرور حاصل ہوگا کہ ضروری اور کثیر الوقوع معاملات ومسائل کے تمام پہلو، ان کے بارے میں مختلف مذاہب کے ائمہ کے مسلک اور موجودہ علماء کی رائیں

سامنے آئیں گی جن سے موجودہ تنگ دائرے میں وسعت پیدا ہوگی، اور اندھیرے میں ایک راہ نظر آجائے گی، یہ وقت کی بڑی اہم ضرورت ہے، اس لئے امید ہے کہ ہندوستان کے اصحاب فقہ وفتاوی علماء اپنے قیمتی مشوروں سے مجلس مذکور کی پوری مدد کریں گے۔ (ماہنامہ معارف، ج ٦، شمارہ ٩٢)

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے صدق جدید میں مجلس کے قیام پر اپنا تاثر ان الفاظ میں تحریر فرمایا:

شدید ضرورت اس کی تھی کہ ایک طرف تجدد اور مرعوبیت فرنگ سے اور دوسری طرف تشدد اور تقشّف سے بچ کر توازن واعتدال کی راہ پر چل کر ان کا حل تلاش کیا جائے، اور باہمی صلاح ومشورہ سے انہیں منضبط ومدون کردیا جائے، خوش قسمتی سے مولانا محمد تقی امینی، صدر مدرسہ امینیہ اجمیر کی خدمت مجلس کو حاصل ہوگئی ہے، جو اس نازک دور میں اس دشوار اور صبر طلب کام کے ہر طرح اہل ہیں، اور فاضلوں کی ایک پوری جماعت ان سے اشتراک عمل کے لئے موجود رہے گی، دوران مشاورت وگفتگو میں یہ بار بار واضح کردیا گیا کہ اس ادارہ کا دائرہ عمل تمام تر علمی ہی ہوگا، سیاسی وقانونی پہلوؤں سے کام کرنے کے لئے دوسرے ادارے موجود ہیں۔ (صدق جدید ۱۳ ستمبر ۱۹۶۳ء)

نامور عالم مولانا منظور نعمانیؒ نے اپنے رسالہ الفرقان میں مجلس کے قیام پر مستقل اداریہ لکھا، آپ نے مجلس کی ضرورت کا تذکرہ کرنے کے بعد تحریر فرمایا:

......لیکن ابھی حال میں اللہ تعالی نے یہ رکاوٹ دور فرمادی اور ہمیں اس کام کے لئے ایک اہل رفیق کی خدمات حاصل ہوگئیں، اس لئے گذشتہ مہینے ربیع الاول میں بنام خدا اس کے شروع کرنے کا فیصلہ کرلیا گیا اور ابتدائی مشاورت کے لئے یکم ستمبر کی تاریخ مقرر کرکے رفیق محترم مولانا سید ابوالحسن علی ندوی ناظم ندوۃ العلماء کی طرف سے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے ان علماء کو

دعوت دے دی گئی جن کا مشورہ اس ابتدائی مرحلہ میں ضروری اور ناگزیر سمجھا گیا، یکم ستمبر کو وہ مجلس منعقد ہوئی مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے ۱۴؍علماء کرام اس میں شریک ہوئے اور اس کام کے لئے مجلس تحقیقات شرعیہ کے نام سے ایک مجلس کی تاسیس وتشکیل عمل میں آئی، طریق کار وغیرہ کے بارے میں تمام فیصلے الحمدللہ اتفاق رائے سے ہوئے۔ (ماہنامہ الفرقان لکھنؤ، ستمبر ۱۹۶۳ء)

روزنامہ سیاست کانپور کے ایڈیٹر نے ۱۰ستمبر ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں اس موضوع پر اداریہ تحریر کیا، انہوں نے لکھا:

اس ادارہ کا مقصد ان مسائل جدیدہ پر غور کرنا ہے جو نئے حالات اور ایجادات کے نتیجہ میں پیدا ہوگئے ہیں، اور جن کے لئے فقہ اسلامی میں کوئی واضح وصریح حکم موجود نہیں ہے، اس قسم کے مسائل ایک دو نہیں کثرت سے سامنے آچکے ہیں، اور نت نئی سائنسی ایجادات کے نتیجہ میں سامنے آتے جارہے ہیں، ان کے بارے میں افراط وتفریط، تجدد اور جمود دونوں کے راستے غلط ہیں، ان مسائل کو سرے سے نظر انداز کرنا یا نئی چیزوں کے استعمال کے ترک کا علی الاطلاق مشورہ دینا جس طرح غلط اور ناقابل عمل ہے اسی طرح تجدد و مذہب بیگانگی کے تحت ہر نئی چیز کو اس کی اصلی حالت میں جائز قرار دے لینا اور اس سلسلہ میں شرعی احکام کو یکسر نظر انداز کردینا بھی ملت اسلامیہ کے لئے انتہائی ضرر رساں ہے، خوش قسمتی سے ہندوستان میں ایسے صاحب فکر اور بالغ نظر علماء اب بھی موجود ہیں اور ایسی قابل ذکر تعداد میں موجود ہیں کہ اس کی مثال شاید ہی کوئی دوسرے مسلم آبادی والے ممالک (خواہ وہ آزاد ہوں یا محکوم) پیش کرسکیں، یہی حضرات اس سلسلہ میں توازن واعتدال پر مبنی قدم اٹھا کر صرف ہندوستان کے نہیں بلکہ انشاء اللہ ساری دنیائے اسلام کے مسلمانوں کی

رہنمائی کا فرض انجام دیں گے۔

اس مجلس نے جو کام اپنے ذمہ لیا ہے وہ اہم ہونے کے ساتھ بہت بڑا بھی ہے، ایسے مسائل ایک دو نہیں بے شمار ہیں، بہر حال وہ اس میں سے اہم ترین مسائل کو ایک ایک دو دو کرکے اپنے ہاتھ میں لے گی، اور ان کے بارے میں سوالنامے اور استفتاء تیار کرکے ہندوستان اور بیرون ہند کے صاحب فتوی علماء کے پاس ان کی رائے حاصل کرنے کی غرض سے بھیجے گی، اور جو جوابات موصول ہوں گے سب کمیٹی ان کی شرعی تنقیحات کے بعد اپنی سفارشیں مجلس کی بنیادی کمیٹی کے سامنے رکھے گی، اور جس سفارش سے کمیٹی کے تین چوتھائی ارکان متفق ہوں گے وہ قابل قبول ہوگی۔

یہ غلط فہمی نہ ہو کہ یہ مجلس محض پرسنل لاء میں مجوزہ ترمیمات پر غور کے لئے بنی ہے اور کسی اعتبار سے سیاسی نوعیت رکھتی ہے، اس کا کام بہت وسیع ہے، اور اسے وہ خالص علمی اور تحقیقاتی انداز میں انجام دینا چاہتی ہے، خدا کرے اسے اس کام میں کامیابی نصیب ہو اور اس کے عملی نتیجے جلد ملت اسلامیہ کے سامنے نکلنے لگیں۔ (روزنامہ سیاست، کانپور، یکم ستمبر ۱۹۶۳ء)

مجلس کے پہلے ناظم

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے مجلس تحقیقات شرعیہ کی ذمہ داری مولانا محمد تقی امینی صاحبؒ کے سپرد کی، جو وسیع النظر عالم دین ہونے کے ساتھ تحقیقی ذوق کے حامل بھی تھے، اور موجودہ حالات میں جدید مسائل کے حل کے لئے اجتماعی کوشش کے داعیوں میں سے تھے، انہوں نے مجلس کی بنیاد کو مضبوط کرنے اور اس سے منظّم ومربوط کرنے کی پوری کوشش کی، ابتدائی تخیل کو عملی صورت سے ہمکنار کرنا مشکل کام ہوتا ہے، مولانا محمد تقی امینی صاحبؒ ان کاموں کے ساتھ انشورنس کے موضوع پر تفصیلی تحریر اور سوالنامہ کی تیاری میں مصروف تھے کہ ۱۹۶۴ء میں ان کی تقرری ناظم سنی دینیات کی حیثیت

سے علی گڑھ مسلم یونیورسیٹی میں ہوگئی، اور وہ ندوہ سے علی گڑھ منتقل ہوگئے۔

کام کا آغاز

مجلس کے پہلے ناظم مولانا محمد تقی امینی صاحبؒ نے مجلس کے قیام کے پہلے دن سے ہی مجلس کی سرگرمیوں کا آغاز کردیا، سب سے پہلے مجلس کے منتخب اراکین کو مجلس کے قیام اور رکنیت کو قبول کرنے کے بارے میں اطلاع دی گئی، اسی کے ساتھ ملک کے ممتاز علماء، دانشوران سے رابطہ کیا گیا، انہیں مجلس کے مقاصد سے باخبر کرایا، اسی طرح اس وقت ملک سے شائع ہونے والے ماہنامہ رسائل اور ہفتہ روزاور روزنامہ اخبارات کے مدیران کو مجلس کے قیام اور اس کے مقاصد اور اراکین کے بارے میں اطلاع دی گئی۔

کارروائی رجسٹر سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا تقی امینی صاحب نے ان تمام امور کو منصوبہ بند طریقہ سے بڑے سلیقہ اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دینا شروع کیا، بیک وقت کئی جہت میں ان کا دماغ متحرک تھا، مذکورہ کاموں کے ساتھ انشورنس کے مسئلہ کو ترجیحی طور پر آئندہ غور وفکر کے لئے منتخب کیا گیا، اور اس کی تیاریاں شروع ہوگئیں، مولانا نے اس بارے میں ملک کے اکثر معروف دارالافتاء سے رابطہ کیا، اور ان سے انشورنس کے بارے میں رائے طلب کی۔

ان کاموں کے ساتھ دفتر کے لئے ضروری سامان کی خریداری اور دفتر کے قیام کا عمل انجام پایا، ان تمام باتوں کا ذکر حساب وکتاب کے رجسٹر میں تفصیل میں موجود ہے۔

مجلس کے لئے حضرت مولاناؒ کی فکرمندی

جدید مسائل کے حل کے سلسلہ میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کس قدر بے چین تھے، اور کس منہج پر مجلس کی سرگرمیوں کو دیکھنا چاہتے تھے، اس کا اندازہ بعض خطوط سے ہوتا ہے، جو انہوں نے ملک کے نامور شخصیات کو تحریر فرمائے، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

جہاں تک تحقیقات شرعیہ کا تعلق ہے، اس کے بارے میں آپ کی اس رائے اور تحقیق سے بالکل اتفاق ہے کہ فقہاء اسلام نے اسلامی تعلیمات ومسائل کے جو مقاصد ومناحی سمجھے ہیں وہی صحیح ہیں اور ان میں کوئی کوتاہی نہیں، البتہ اتنا اضافہ کروں گا (جو غالبا اضافہ نہیں بلکہ شاید اسی کی تفسیر ہے) کہ نوازل اور نئی ضرورتوں اور تغیرات پر جو زندگی کے تنوعات کا نتیجہ ہیں، ان کو حاوی کرنے کے لئے اور ان کے بارے میں رہنمائی حاصل کرنے کے لئے کسی قدر ذہانت اور کسی قدر جرات کی ضرورت ہے، اور یہ کام اب بلا تاخیر ہونا چاہیے، اور آپ ہی جیسے حضرات کی رہنمائی میں ہونا چاہیے، جو اس کے پورے طور پر اہل ہیں، ورنہ یہ ملک بھی شرق اوسط کے عرب ممالک کی طرح انتشار وفوضویت اور اباحیت کے راستہ پر چل پڑے گا، اس لئے میں تحقیقات شرعیہ کے کام کو بہت ضروری سمجھ رہا ہوں، بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ ہمیں آپ کی رہنمائی اور تعاون حاصل ہے......سب سے اہم کام یہ ہے کہ ان مسائل کی فہرست بن جائے، اور ان میں ترتیب قائم کرلی جائے، دوسرے یہ کہ انشورنس پر جتنا کام انہوں نے کرلیا ہے، اس کو صحیح راستہ پر لگایا جائے، اور فیصلہ کن حیثیت میں اس کو سامنے لے آیا جائے، تاکہ ان لوگوں کو جن کو رہنمائی مطلوب ہے، رہنمائی حاصل ہو، اور ہم لوگوں کو بھی اطمینان ہو کہ مجلس کا کوئی کام سامنے آیا۔

(مکتوبات حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ، جلد چہارم، ص:١٦)

مجلس کی دوسری مشاورتی نشست

مجلس کی دوسری نشست ١٥ستمبر ١٩٦٤ء کو مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی صدارت میں منعقد ہوئی، جس میں درج ذیل ارکان شامل ہوئے:

١۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ

٢۔ مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ

۳۔مولانا محمد منظور نعمانیؒ

۴۔مولانا ابواللیث ندوی اصلاحیؒ

۵۔مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ

۶۔مولانا محمد عمران خان ندویؒ

۷۔مولانا فخر الحسنؒ (دیوبند)

۸۔مولانا مجیب اللہ ندویؒ

۹۔مولانا محمد تقی امینیؒ

۱۰۔مولانا اویس ندویؒ

۱۱۔مولانا شاہ عون احمد قادریؒ

۱۲۔مولانا مفتی محمد رضا انصاریؒ

۱۳۔مولانا مفتی ظفیر الدینؒ

۱۴۔مولانا محمد اسحٰق ندویؒ

اس نشست میں شرکت کے لئے مذکورہ شخصیات کے علاوہ مولانا قاری محمد طیب صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند)، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی (محدث کبیر) اور مولانا عبدالرحمٰن پالن پوری (مہتمم مدرسہ چھاپی، گجرات) کو بھی دعوت دی گئی تھی، مگر یہ حضرات شریک نہیں ہوسکے۔

اس نشست میں انشورنس کے موضوع پر مولانا محمد تقی امینی کی تحریر پیش کی گئی تاکہ اسے آخری شکل دی جاسکے، اس کے علاوہ مولانا تقی امینی صاحب کا استعفی منظور ہوا اور ان کی جگہ دارالعلوم کے ایک مؤقر، کثیر المطالعہ اور تجربہ کار استاد مولانا اسحٰق سندیلوی ندوی کو مجلس کا ناظم مقرر کیا گیا، اور سوالنامہ مرتب کرنے والی کمیٹی میں مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی اور دارالعلوم کے استاذ ومفتی ندوہ مولانا مفتی محمد ظہور ندوی کا نام شامل کیا گیا۔ (کارروائی رجسٹر)

انشورنس سے متعلق سوالنامہ کی تیاری اور اس کی ترسیل

ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا محمد تقی امینی صاحب نے انشورنس کے موضوع پر تفصیلی سوالنامہ مرتب فرمایا جسے مجلس کے دوسرے اجتماع میں اراکین کے سامنے پیش کیا گیا، یہ سوالنامہ ایک مقالہ کی شکل میں تھا جس میں مسئلہ پر غور وفکر کرنے کے لئے بعض نئی جہتوں کی نشاندہی کی گئی تھی مجلس کے اراکین نے اس مسئلہ پر دوسرا سوالنامہ مرتب کرنے کو بہتر سمجھا، چنانچہ مولانا محمد اسحٰق سندیلوی صاحب نے اس مسئلہ پر دوبارہ سوالنامہ مرتب فرمایا، اور ارکان کی منظوری کے بعد نومبر، دسمبر ۱۹۶۴ء کے درمیان ان علماء کی خدمت میں بھیجا جن کا انتخاب مجلس نے کیا تھا۔

(قلمی رپورٹ، پیش کردہ اجتماع منعقدہ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۵ء)

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کے مجموعہ مقالات جواہر الفقہ میں یہ مکمل سوالنامہ درج ہے، اس سوالنامہ میں بیمہ کی حقیقت، بیمہ کی قسمیں، زندگی کا بیمہ، املاک کا بیمہ، ذمہ داریوں کا بیمہ، بیمہ کے مصالح، بیمہ کے مفاسد پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے، یہ سوالنامہ مجلس کے کنوینر کے فقہی ذوق اور وسعت مطالعہ کا بہترین نمونہ ہے۔

انشورنس کے موضوع پر مجلس کو موصول ہونے والی تحریریں

انشورنس کے مسئلہ پر درج ذیل علماء کے مقالات موصول ہوئے:

۱۔مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (دارالعلوم کراچی، پاکستان)، تاریخ تحریر: ۲۱ شوال ۱۳۸۴ھ

۲۔مولانا مفتی محمد ولی حسن خاں ٹونکی (جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن، کراچی) مع تصویب مولانا محمد یوسف بنوری، تاریخ تحریر: ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ

۳۔مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی صاحب (مدرسہ جامع العلوم کانپور) تاریخ تحریر: ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ

۴۔مولانا مفتی مہدی حسن صاحب شاہجہان پوری (دارالافتاء، دیوبند)

۵۔مولانا محمد ہارون بلوجستانی (دارالافتاء دارالعلوم الاسلامیہ، ٹنڈو اللہ یار، پاکستان) مع تصویب مولانا ظفر احمد عثمانی، تاریخ تحریر: ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۸۴ھ

۶۔مولانا عروج احمد قادری (مدیر زندگی، رامپور)

۷۔مولانا مفتی مظفر حسین مظاہری (دارالافتاء مظاہر علوم سہارنپور)

۸۔مولانا عبید اللہ رحمانی (مبارکپور) تاریخ تحریر: ۱۷ رجب ۸۴ھ

۹۔مولانا محمد یحییٰ قاسمی (مفتی دارالافتاء، امارت شرعیہ بہار)، تاریخ تحریر: ۱۷ شعبان ۱۳۸۴ھ

۱۰۔مولانا مفتی محمد ظفیر الدین (دارالعلوم دیوبند) مع تصدیق مولانا فخر الحسن صاحب، تاریخ تحریر: ۲۴ رمضان ۱۳۸۴ھ

۱۱۔مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی (جامعہ ملیہ، نئی دہلی)، تاریخ تحریر: ۲۷ جنوری ۱۹۶۵ء

مذکورہ بالا شخصیات کے مقالات اور ان کے آراء موصول ہونے کے بعد مجلس کے ناظم مولانا اسحٰق سندیلوی صاحب نے ۱۴ مئی ۱۹۶۵ء کو سارے مقالات سائکلو اسٹیٹ میں طبع کراکے اراکین مجلس کی خدمت میں بھیجا۔

(قلمی رپورٹ، از مولانا محمد اسحٰق سندیلوی، پیش کردہ اجتماع منعقدہ ۱۵ دسمبر ۱۹۶۵ء)

انشورنس کے مسئلہ پر بعض اہم مکتوبات بھی ریکارڈ میں محفوظ ہیں، جن میں مذکورہ مسئلہ کی تائید وتصدیق کی گئی تھی۔

انشورنس کے مسئلہ پر موصول ہونے والے بعض مقالات مولانا محمد میاں صاحب (ناظم جمعیۃ علماء ہند) کے پاس تجزیہ کے لئے بھیجے گئے تھے، مولانا محمد میاں صاحب نے ان مقالات پر اپنی رائے دی، مولانا کی تحریر پر ۲ رجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۵ء کی تاریخ درج ہے۔

انشورنس کے بارے میں قاری محمد طیبؒ کی رائے گرامی

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیبؒ کے ایک مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ انشورنس سے متعلق مقالات دارالعلوم دیوبند بھی بھیجے گئے تھے، وہاں کے اساتذہ نے ان مقالات کو دیکھا اور اپنی رائے بھی دی تھی، ممکن ہے استصواب رائے کے لئے یہ مقالات بھیجے گئے ہوں، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے اپنے تفصیلی خط میں اس کا ذکر کیا ہے اور اپنی رائے بھی دی ہے، حضرت کا خط مکمل نقل کیا جاتا ہے:

حضرت المحترم زید مجدکم العالی

سلام مسنون نیاز مقرون گرامی نامے نے مشرف فرمایا، مسئلہ انشورنس کے بارے میں جناب کے ارسال فرمودہ مضامین جو مختلف حضرات مفتیان کرام کے تحریر فرمودہ تھے، یہاں جماعت علماء میں سنائے گئے۔ احقر بھی حاضر تھا۔ دو مضامین زیادہ پسند کئے گئے تھے، ایک حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحب دام مجدہ کا تھا، جو فن کے اعتبار سے موزوں تھا، دوسرا مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا، جو تدبیر اور بدل کے لحاظ سے زیادہ موزوں تھا، اس وقت والا نامہ آنے پر خیال تھا یہ ہی لکھ دوں کہ حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحب کی رائے ہی کے مطابق ہم سب کی رائے ہے، پھر بھی احتیاطاً میں نے حضرت ممدوح سے دریافت کرایا، انہوں نے چند سطریں تحریر بھی فرمادیں ہیں، اسی کو ہم سب کی طرف سے سمجھا جاوے۔ اور سطریں یہ ہیں:

انشورنس میں سود کا ہونا ظاہر ہے، ساتھ ہی اس میں قمار اور اعانت علی المعصیت بھی ہے، جو اسلامی نقطہ نظر سے سند جواز لئے ہوئے نہیں ہے، لیکن جن ممالک میں بیمہ کرانے کا جبریہ قانون نافذ ہے وہاں مجبوری ہے۔ بیمہ کرانا ہی پڑتا ہے، اور جہاں جبری قانون نہیں ہے لیکن اقتدار اعلیٰ

غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہو، اوراسی کے غلبہ وقہر کے تحت جملہ امور نافذ ہوں، ہر سیاہ وسفید انہی کے ہاتھوں میں ہو، ایسے ممالک میں عقود فاسدہ کے تحت قول امام ابی حنیفہؒ مرقوم (کے مطابق) اجازت ہے، انہی عقود فاسدہ میں انشورنس بھی داخل ہے، جس کی اجازت ہوگی، ولا ربا بین حربی ومستامن ولو بعقد فاسد ولو بقمار ثمہ لان مالہ ثم مباح فیحل برضاہ آھ مطلقا بلا عذر آھ۔ درمختار

جن ممالک میں قتل وغارتگری، آتش زنی وغیرہ کا بازار آئے دن گرم رہتا ہو، اور مسلمانوں کو ہر وقت جان ومال کے ضائع ہونے کا خوف غالب رہتا ہو وہاں بھی بیمہ کرالینے میں مضائقہ نہیں ہے۔

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا، محترمی مولانا علی میاں صاحب کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔

والسلام

محمد طیب

از دیوبند

۱۳۸۵/۶/۲ھ

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ کا مکتوب

انشورنس سے متعلق سوالنامہ مولانا کی خدمت بھیجا گیا ہو، اس کے جواب میں مولانا دریابادی نے چند سطریں لکھ کر بھیجی، مولانا کا خط اس طرح ہے:

کرم گستر وعلیکم السلام

انشورنس جیسے دقیق مسئلہ پر ایک بے علم اپنی رائے ظاہر ہی کیا کرسکتا ہے، صرف تعمیل ارشاد میں یہ عرض ہے کہ مختلف ومتعدد علماء کے بیانات سے اس نتیجہ پر پہنچ سکا ہوں کہ روح اسلام ومغز شریعت میں تو انشورنس کی گنجائش

معلوم نہیں ہوتی، تاہم اس کی قطعی حرمت پر بھی کوئی واضح دلیل موجود نہیں۔

والسلام

دعا گو

عبدالماجد

اکتوبر ۱۹۶۵ء

نوٹ: یہ دونوں خطوط مجلس کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔

مجلس کی تیسری مشاورتی نشست

۱۵، ۱۶ دسمبر ۱۹۶۵ء کو مجلس تحقیقات شرعیہ کی مشاورتی نشست منعقد ہوئی، ۱۵ دسمبر کی نشست کی صدارت مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے کی، اوراس میں درج ذیل ارکان شامل ہوئے:

۱۔ مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ
۲۔ مولانا اویس ندویؒ
۳۔ مولانا شاہ معین الدین ندویؒ
۴۔ مولانا مفتی محمد رضا انصاریؒ
۵۔ مولانا شاہ سید منت اللہ رحمانیؒ
۶۔ مولانا ظفیر الدینؒ
۷۔ مولانا ابواللیث ندوی اصلاحیؒ
۸۔ مولانا شاہ عون احمد قادریؒ
۹۔ مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ
۱۰۔ مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۱۱۔ مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ

۱۲۔مولانا فخر الحسن صاحبؒ

۱۶دسمبر کی نشست کی صدارت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی نے فرمائی،اس نشست میں درج ذیل شخصیات شامل ہوئے:

۱۔مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ
۲۔مولانا فخر الحسن صاحبؒ
۳۔مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ
۴۔مولانا محمد اویس ندویؒ
۵۔مولانا سید منت اللہ رحمانی
۶۔مولانا شاہ عون احمد قادریؒ
۷۔مولانا مفتی محمد ظفیر الدینؒ
۸۔مولانا محمد رضا انصاری فرنگی محلیؒ
۹۔مولانا ابواللیث ندوی اصلاحیؒ
۱۰۔مولانا شاہ معین الدین ندویؒ

اس نشست میں مولانا قاری محمد طیب صاحب (مہتمم دارالعلوم دیوبند) اور مولانا محمد میاں صاحب (ناظم جمعیۃ علماء ہند) اپنی مصروفیات کی بناء پر نہیں شریک ہوسکے،البتہ ان حضرات نے اپنی رائے بھیج دی۔

نشست میں گذشتہ کاروائی کی منظوری،حسابات کی تصدیق وتحسین ساتھ انشورنس کے مسئلہ پر بحث وتمحیص اور غور وفکر کے بعد فیصلہ کیا گیا۔

انشورنس کے مسئلہ میں مجلس کا فیصلہ

مجلس کے اراکین نے انشورنس کے بارے میں درج ذیل فیصلہ کیا:

مجلس یہ رائے رکھتی ہے کہ اگرچہ انشورنس کی سب شکلوں کے لئے ربوا وقمار لازم ہے،اور ایک کلمہ گو کے لئے ہرحال میں اسلامی اصول پر قائم رہنے کی

کوشش کرنا ہی واجب ہے،لیکن جان ومال کے تحفظ وبقا کا جو مقام شریعت اسلامیہ میں ہے،مجلس اسے بھی وزن دیتی ہے،نیز مجلس اس صورت حال سے بھی صرف نظر نہیں کرسکتی کہ موجودہ دور میں نہ صرف ملکی بلکہ بین الاقوامی راستوں سے انشورنس انسانی زندگی میں اس طرح دخیل ہوگیا ہے کہ اس کے بغیر اجتماعی اور کاروباری زندگی میں طرح طرح کی دشواریاں پیش آتی ہیں، اور جان ومال کے تحفظ کے لئے بھی بعض حالات میں اس سے مفر ممکن نہیں ہوتا،اس لئے ضرورت شدیدہ کے پیش نظر اگر کوئی شخص اپنی زندگی یا اپنے مال یا اپنی جائیداد کا بیمہ کرائے تو مذکورہ بالا علماء کرام کے قول کی بناء پر شرعا اس کی گنجائش ہے۔

اس فیصلہ پر درج ذیل علماء نے دستخط کئے:

۱۔مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی
۲۔مولانا مفتی محمد ظفیر الدین (دارالعلوم دیوبند)
۳۔مولانا ابواللیث ندوی (امیر جماعت اسلامی ہند)
۴۔مولانا محمد رضا انصاری (مفتی فرنگی محل)
۵۔مولانا شاہ معین الدین ندوی (دارالمصنفین اعظم گڑھ)
۶۔مولانا فخر الحسن صاحب (استاذ دارالعلوم دیوبند)
۷۔مولانا شاہ عون احمد قادری (سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ،پھلواری شریف)
۸۔مولانا منت اللہ رحمانی (سجادہ نشیں خانقاہ مونگیر)
۹۔مولانا محمد اویس ندوی (شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء)
۱۰۔مولانا محمد منظور نعمانی (مدیر الفرقان،لکھنؤ)
۱۱۔مولانا سعید احمد اکبرآبادی (صدر شعبہ دینیات علی گڑھ)
۱۲۔مولانا محمد اسحٰق ندوی سندیلوی

(تجویز مجلس تحقیقات شرعیہ متعلق انشورنس، مرتب مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندوی، ص:۱۲)

مجلس کے رکن مولانا ابواللیث ندویؒ کا اس فیصلہ پر یہ وضاحتی نوٹ بھی درج ہے کہ ان کی رائے اس مسئلہ میں ذاتی حیثیت سے ہے۔ (کارروائی رجسٹر قلمی)

مولانا محمد اسحٰق سندیلوی صاحب نے اسی وقت مجلس کا مکمل فیصلہ مرتب کر کے شائع فرمایا، اور ہندوستان و پاکستان کے ممتاز علماء، ارباب افتاء اور علمی رسائل ومجلّات کے مدیران کی خدمت میں ارسال کیا۔

مجلس کے فیصلہ پر اہل علم کا تاثر

مجلس کے فیصلہ پر علماء کے جانب سے اتفاق واطمینان کا تاثر سامنے آیا وہیں اختلاف کا اظہار کیا گیا، علمی رسائل میں اس بارے میں مضامین بھی شائع ہوئے، خاص طور پر اس بارے میں ماہنامہ الفرقان لکھنؤ نے اتفاق وتائید اور ماہنامہ زندگی رامپور نے اختلاف رائے کا اظہار کیا، اس کے علاوہ انفرادی طور پر بھی بہت سی تحریریں موصول ہوئیں۔ (قلمی رپورٹ)

اہل علم کے اس رویہ پر مجلس نے جو موقف اختیار کیا وہ ندوہ کے منہج اعتدال کا عین مصداق تھا، مجلس کے ناظم مولانا اسحٰق سندیلویؒ نے اپنی ایک رپورٹ میں اس بارے میں اظہار خیال کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

> بعض علماء اور غیر علماء حضرات نے نجی خطوط کے ذریعہ بھی اپنے اختلاف کا اظہار کیا، ان خطوط کے جواب میں راقم سطور نے عموما بحث ومباحثہ سے اجتناب کا طریقہ اختیار کیا، اور یہ جواب دیا کہ آپ کو اپنی رائے کے اظہار کا حق ہے، اور میں آپ کی رائے کا احترام کرتا ہوں، لیکن اس طرح دوسرے کو بھی اپنی رائے ظاہر کرنے کا حق دیجئے، عامہ مسلمین کے سامنے دونوں رائیں پہونچ جائیں گی، انہیں اختیار ہے کہ جس پر چاہیں عمل کریں، اس طریقہ کو اختیار کرنے کا سبب یہ تھا کہ مجلس کے سامنے سب پہلو آچکے تھے، اوران پر غور وخوض کیا جا چکا تھا، کسی نئے پہلو سے روشناس ہونے کی توقع نہ تھی، اس لئے

> بحث ومباحثہ میں مشغول ہونے میں ضیاع وقت کا اندیشہ اور فائدہ سے مایوسی تھی، الحمدللہ یہ طرز مفید ثابت ہوا، اور خط وکتابت میں بہترین وقت اور پیسہ ضائع ہونے سے بچ گیا۔

(قلمی رپورٹ، از مولانا محمد اسحٰق سندیلوی صاحب، پیش کردہ ۲مئی ۱۹۶۷ء)

سرکاری قرضہ اور رؤیت ہلال کے مسئلہ پر سوالنامہ کی تیاری

انشورنس کے فیصلہ کے بعد رویت ہلال اور سرکاری قرضوں کو موضوع بنایا گیا، رویت ہلال کے مسئلہ پر مولانا منت اللہ رحمانی (امیر شریعت بہار) نے تفصیلی سوالنامہ مرتب فرمایا، جبکہ سرکاری قرضوں کے مسئلہ پر مولانا محمد اسحٰق سندیلوی صاحب نے سوالنامہ تیار کیا، ۲۸ فروری ۱۹۶۶ء کو سرکاری قرضوں کے مسئلہ پر مشتمل سوالنامہ اور ۷ اپریل ۱۹۶۶ء کو رویت ہلال کے مسئلہ پر مشتمل سوالنامہ علماء واصحاب افتاء کی خدمت میں بھیجا گیا، ۳۰ نومبر ۱۹۶۶ء کو ان دونوں موضوعات پر موصولہ تحریروں کو سائیکلواسٹیٹ کرا کے اراکین مجلس کی خدمت میں غور وفکر کے لئے بھیجا گیا۔

رؤیت ہلال کے مسئلہ پر موصول ہونے والی تحریریں

اس موضوع پر جن علماء وارباب افتاء کی تحریریں اور جوابات مجلس کو موصول ہوئے ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب (ناظم دارالعلوم کراچی)

۲۔ مولانا محمد وجیہ صاحب، مع تصویب مولانا ظفر احمد عثانی، (مدرسہ دارالعلوم الاسلامیہ، ٹنڈو اللہ یار، پاکستان)

۳۔ مولانا مفتی نظام الدین صاحب (دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند) مع تصویب مولانا مفتی مہدی حسن صاحب ومفتی محمود صاحب

۴۔ مولانا عبدالماجد دریابادی (مدیر صدق جدید)

۵۔مولانا عبدالصمد رحمانی (نائب امیر شریعت، امارت شرعیہ، بہار)

۶۔مولانا یحییٰ قاسمی (دارالافتاء امارت شرعیہ، بہار)

۷۔مولانا مفتی عبدالعزیز رائے پوری (دارالافتاء مظاہر علوم، سہارنپور) مع تصویب مولانا مفتی سید محمد یحییٰ صاحب سہارنپوری

۸۔مولانا سید عروج احمد قادری (مدیر ماہنامہ زندگی، رامپور)

۹۔مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی (شعبہ اسلامیات، جامعہ ملیہ، نئی دہلی)

۱۰۔مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی (ناظم شعبہ دینیات، جامعہ ملیہ، دہلی)

مجلس کی چوتھی مشاورتی نشست

۳،۴/مئی ۱۹۶۷ء کو مجلس تحقیقات شرعیہ کے اراکین کی مشاورتی نشست منعقد ہوئی، جس میں رویت ہلال، سرکاری قرضہ جات اور دیگر موضوعات زیر بحث آئے، ۳/مئی کی نشست کی صدارت مولانا عبدالماجد دریا آبادی نے کی اور درج ذیل اراکین شریک ہوئے:

۱۔مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ ۲۔مولانا شاہ عون احمد قادریؒ
۳۔مولانا محمد عمران خان ندویؒ ۴۔مولانا مجیب اللہ ندویؒ
۵۔مولانا مفتی ظفیر الدینؒ ۶۔مولانا محمد اویس ندویؒ
۷۔مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ ۸۔مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۹۔مولانا محمد اسحٰق ندوی سندیلویؒ

جبکہ ۴/مئی کی نشست کی صدارت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی نے کی اور درج ذیل اراکین شریک ہوئے:

۱۔مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ ۲۔مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۳۔مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ ۴۔مولانا شاہ معین الدین ندویؒ
۵۔مولانا محمد عمران خان ندویؒ ۶۔مولانا مفتی ظفیر الدینؒ
۷۔مولانا شاہ عون احمد قادریؒ ۸۔مولانا مجیب اللہ ندویؒ

۹۔مولانا محمد اسحٰق ندوی سندیلویؒ

پہلی نشست میں گذشتہ مشاورتی نشست کی کاروائی پیش ہوکر منظور ہوئی، اس کے علاوہ رویت ہلال کا مسئلہ پیش ہوا، اور طے ہوا کہ اس سے متعلق تجویز مولانا ظفیر الدین صاحب تیار کرکے دوسرے دن پیش کریں، چنانچہ دوسرے دن کی نشست میں مولانا ظفیر الدین صاحب کی تحریر کردہ تجویز پیش ہوئی، اور ترمیمات کے بعد منظور ہوئی، اس کے علاوہ سرکاری قرضوں کا مسئلہ بھی پیش ہوا اور طے ہوا کہ اس مسئلہ پر آئندہ مزید غور وفکر کرکے رائے قائم کی جائے۔

اس نشست میں یہ بھی طے ہوا کہ مسلم پرسنل لا کو مرتب کیا جائے، اور خاص طور پر اس کی کلامی بحثوں کو نمایاں کیا جائے، اس کام کی ذمہ داری مولانا اسحٰق سندیلوی صاحب کو دی گئی۔ (کارروائی رجسٹر قلمی)

رؤیت ہلال کے بارے میں مجلس کا فیصلہ

رؤیت ہلال کے مسئلہ پر اجتماعی غور وفکر کے بعد درج فیصلہ ہوا:

۱۔نفس الامر میں پوری دنیا کا مطلع ایک نہیں ہے، اختلاف مطالع مسلم ہے، یہ ایک واقعاتی چیز ہے، اس میں فقہاء کرام کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

۲۔البتہ فقہاء اس باب میں مختلف ہیں، کہ صوم اور افطار صوم کے باب میں یہ اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں؟ محققین فقہاء احناف اور علماء امت کی تصریحات اور ان کے دلائل کی روشنی میں مجلس کی متفقہ رائے ہے کہ بلاد بعیدہ میں اس باب میں بھی اختلاف مطالع معتبر ہے، البتہ بلاد قریبہ میں اس کا اعتبار نہیں ہے۔

۳۔بلاد بعیدہ سے مراد یہ ہے کہ ان میں باہم اس قدر دوری واقع ہے کہ عادۃ ان کی رویت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہے، ایک شہر میں ایک دن پہلے چاندنظر

آتا ہے اور دوسرے میں ایک دن بعد، ان بلاد بعیدہ میں اگر ایک کی رویت دوسرے کے لئے لازم کردی جائے تو مہینہ کسی جگہ ۲۸/دن کا رہ جائے گا اور کسی جگہ ۳۱ دن کا قرار پائے گا، حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے اسی قول کی تائید ہوتی ہے۔

۴۔ بلاد قریبہ وہ شہر ہیں جن کی رویت میں عادۃ ایک دن کا فرق نہیں پڑتا ہے، فقہاء ایک ماہ کی مسافت کی دوری کو جو غالباً ۵۰۰، ۶۰۰ میل ہوتا ہے، بلاد بعیدہ قرار دیتے ہیں، اور اس سے کم کو بلاد قریبہ، مجلس اس سلسلہ میں ایک ایسے چارٹ کی ضرورت سمجھتی ہے جس سے معلوم ہو جائے کہ مطلع کتنی مسافت پر بدلتا ہے، اور کن کن ملکوں کا مطلع ایک ہے۔

۵۔ ہندوستان اور پاکستان کے بیشتر حصوں اور بعض قریبی ملکوں مثلاً نیپال وغیرہ کا مطلع ایک ہے، علماء ہندوپاک کا عمل ہمیشہ اسی پر رہا ہے، اور غالباً تجربہ سے بھی یہی ثابت ہے، ان ملکوں کے شہروں میں اس قدر بعد مسافت نہیں ہے کہ مہینہ میں ایک دن کا فرق پڑتا ہو، اسی بنیاد پر ان دونوں ملکوں میں جہاں بھی چاند دیکھا جائے شرعی ثبوت کے بعد اس کا ماننا ان دونوں ملکوں کے تمام اہل شہر پر لازم ہوگا۔

۶۔ مصر اور حجاز جیسے دور دراز ملکوں کا مطلع ہندوپاک کے مطلع سے علیحدہ ہے، جہاں کی رویت ان ملکوں کے لئے اور ان ملکوں کی یہاں والوں کے لئے ہر حال مین لازم اور قابل قبول نہیں ہے، اس لئے کہ ان میں اور ہندوپاک میں اتنی دوری ہے کہ عموماً ایک دن کا فرق ان میں واقع ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ۔

۷۔ ہوائی جہاز سے اتنی بلندی پر اڑ کر چاند دیکھنا جس سے مطلع متاثر ہوتا ہے، معتبر نہیں ہے، اور شریعت نے اس کا مکلّف بھی نہیں کیا ہے، فقہی کتابوں میں

جہاں اونچی جگہوں پر چڑھ کر چاند دیکھنے کا تذکرہ ملتا ہے اس سے مراد وہ اونچائی ہے جو عموماً شہر میں ہوا کرتی ہے تاکہ مکان اور درختوں کی بلندی افق کو دیکھنے میں حائل نہ ہو خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو، لہٰذا ہوائی جہاز سے اس قدر اونچائی پر پہونچ کر اگر چاند دیکھا جائے جس سے مطلع بدل جاتا ہے، تو وہ وہاں کی زمین والوں کے لئے معتبر رویت قرار نہیں پائے گی۔

۸۔ ریڈیو سے رؤیت ہلال کا اعلان خبر ہے، شہادت اصطلاحی نہیں ہے، ریڈیو کی مطلقاً اجمالی خبر کہ فلاں شہر میں چاند دیکھا گیا ہے یا کل عید منائی جائے گی، قابل قبول نہیں ہے، اور صرف اس طرح کی خبر پر صوم یا افطار صوم درست نہیں ہے، اسی طرح ایک ہی جگہ کی خبر متعلق مختلف شہروں کے ریڈیو کا اعلان بھی قابل توجہ نہیں ہے۔

۹۔ ریڈیو کے جس اعلان پر صوم یا افطار صوم کا حکم دیا جائے گا اس کے لئے ضروری ہے کہ تفصیلی ہو، اور ذمہ دار علماء کی طرف سے ہو، یا کم از کم ان کی ذمہ داری کے حوالہ سے ہو کہ انہوں نے باضابطہ شرعی شہادت لے کر چاند کے ہو جانے کا فیصلہ کیا ہے، مثلاً کوئی مسلمان ریڈیو اسٹیشن سے یہ اعلان کرے کہ ہمارے شہر کی فلاں ذمہ دار کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت (بتصریح نام) نے ثبوت شرعی کے بعد رویت ہلال کا اعلان کر دیا ہے، اس طرح کی صراحت کے ساتھ اعلان پر صوم اور افطار صوم درست ہے۔

۱۰۔ ریڈیو پر اعلان کرنے والا اگر کوئی متدین مسلمان نہ ہو بلکہ ریڈیو کا غیر مسلم ملازم ہو اور خبر کسی ذمہ دار ہلال کمیٹی یا جماعت علماء یا قاضی شریعت (بتصریح نام) کے فیصلہ کا اعلان کرے تو بھی یہ خبر قابل تسلیم ہوگی، اور صوم وافطار صوم کا حکم درست ہوگا، جس طرح توپ کی آواز اور ڈھنڈورچی کے اعلان پر فقہاء صوم وافطار صوم جائز قرار دیتے ہیں۔

۱۱۔مگر یہ واضح رہے کہ ریڈیو کی خبر سن کر ہر شخص کو بطور خود فیصلہ کا اختیار نہ ہوگا، کیونکہ وہ خبر کی شرعی حیثیت کو نہیں سمجھ پائے گا،اس لئے سننے والوں کا فرض ہوگا کہ اپنے یہاں کے ذمہ دار علماء کی طرف رجوع کریں،اوران کے فیصلہ پر عمل کریں،یہ مسئلہ شرعاً انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہے۔

۱۲۔پاکستان اور دیگر قریبی ممالک کے ریڈیو کا اعتبار بھی اس وقت ہوگا جب اس کی اطلاع اصول واحکام مذکور کے مطابق ہو۔

۱۳۔مختلف شہروں کے ریڈیو الگ الگ خبریں دیں کہ یہاں چاند دیکھا گیا تو اس تعدد خبر کی بنیاد پر غور کرکے فیصلہ کرنا کہ یہ خبر مستفیض ہے کہ نہیں،اور یہ اعلان قابل اعتبار ہے یا نہیں،علماء کا کام ہے،عوام کا فیصلہ قابل قبول نہیں ہوگا۔

۱۴۔تار،خط،ٹیلی فون کی خبر معتبر نہیں ہے،ہاں اگر خصوصی انتظامات کے تحت متعدد جگہوں سے متعدد تار،ٹیلیفون اور خطوط آئیں اور علماء محسوس کریں کہ اس سے ظن غالب پیدا ہوتا ہے،تو اس بنیاد پر علماء کا فیصلہ قابل قبول قرار پائے گا۔

اس فیصلہ پر درج ذیل علماء کے دستخط ہیں:

۱۔مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۲۔مولانا شاہ معین الدین ندویؒ
۳۔مولانا مفتی محمد ظفیر الدینؒ
۴۔مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۵۔مولانا احمد عروج قادریؒ
۶۔مولانا محمد اویس ندویؒ
۷۔مولانا عمران خان ندویؒ
۸۔مولانا مجیب اللہ ندویؒ
۹۔مولانا عتیق الرحمٰن عثمانیؒ
۱۰۔مولانا اسحاق سندیلوی ندویؒ

مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ فیصلہ والی نشست میں موجود نہیں تھے،جب انہیں اس فیصلہ کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے فیصلہ شق ۴ میں اپنی جانب سے ایک نوٹ شامل کرنے کی تجویز دی،نوٹ کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قسم کا چارٹ ماہرین فلکیات ہی تیار کر سکتے ہیں، ایک ماہ کی مسافت کی دوری کا معیار اب کام نہیں دے سکتا۔(کارروائی رجسٹر قلمی)

چنانچہ مولانا دریابادی کے ایک نوٹ کے ساتھ مذکورہ فیصلہ شائع کیا گیا۔

حکومت سے قرضہ حاصل کرنے کے مسئلہ پر موصول ہونے والے مقالات

مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندوی نے اس موضوع پر تفصیلی سوالنامہ مرتب کیا،جس میں قرضہ لینے کی ضرورت،اس کے نقصانات،افراد کو حکومت کی طرف سے دئے والے قرضے،ملازمین کو ملنے والے قرضے،امداد باہمی سوسائٹیوں کے ذریعے دئے جانے والے قرضے،مالیاتی اداروں اور سود اور ٹیکس میں فرق وغیرہ کو تفصیل سے واضح کیا گیا تھا،اس مسئلہ پر درج ذیل مقالات مجلس کو موصول ہوئے:

۱۔مفتی محمد شفیع صاحب دارالافتاء،دارالعلوم کراچی،پاکستان،تاریخ تحریر:۴ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ

۲۔مولانا محمد وجیہ صاحب،مدرسہ دارالعلوم الاسلامیہ،ضلع حیدرآباد پاکستان مع تصویب مولانا ظفر احمد عثمانی،تاریخ تحریر:۲۷ ذیعقدہ ۱۳۸۵ھ

۳۔مولانا مفتی نظام الدین صاحب

۴۔مولانا محمد یحییٰ قاسمی،مفتی دارالافتاء،امارت شرعیہ بہار،تاریخ تحریر:۱۲،صفر ۱۳۸۶ھ

۵۔مولانا عبدالصمد رحمانی،دارالتالیف مانڈر،کھگڑیا،ضلع مونگیر،تاریخ تحریر:۱۳/ جولائی ۱۹۶۶ء

۶۔مولانا محمد میاں صاحب،دارالافتاء مدرسہ امینیہ،دہلی،تاریخ تحریر:۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۶۶ء

۷۔مولانا سید احمد عروج قادری،تاریخ تحریر:۱۱ اپریل ۱۹۶۶ء

۸۔مولانا مفتی عبدالعزیز رائے پوری،دارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور مع تصویب مولانا مفتی سید محمد یحییٰ سہارنپوری

۹۔مولانا شمس الحق صاحب (شیخ الحدیث جامعہ رحمانی،مونگیر)

۱۰۔مولانا عبدالسلام قدوائی ندوی

مجلس کے دوسرے اور تیسرے ناظم

مجلس کے پہلے ناظم مولانا تقی امینی کے علی گڑھ جانے کے بعد دوسری مشاورتی نشست منعقدہ ۱۵ستمبر۱۹۶۴ء میں مجلس کی ذمہ داری دارالعلوم ندوۃ العلماء کے سینئر استاذ مولانا اسحٰق سندیلوی ندوی کے سپرد کی گئی، مولانا سندیلوی صاحب نے مجلس کے تخیل کو عملی صورت دینے کی بڑی کامیاب کوشش کی، ملک کے نامور علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے مذکورہ تین اہم ترین مسائل پر اجتماعی غور وفکر کا نظام بنانا مولانا سندیلوی کی کوششوں کا ثمرہ ہے، مولانا نے اپنی علمی وعملی کوششوں سے نہ صرف نئے مسائل پر غور وفکر کرنے کے رجحان کو نئے بال و پر عطا کئے بلکہ انہوں نے ندوۃ العلماء اور بطور خاص مجلس تحقیقات شرعیہ کو علمی وفقہی دنیا میں ایک شناخت عطا کی، لیکن افسوس کہ ۱۹۷۰ء میں مولانا کے کراچی پاکستان تشریف لے جانے کی وجہ سے علم وفقہ کے اس کارواں کی رفتار سست پڑ گئی، ان کے بعد مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب مجلس کے تیسرے ناظم مقرر ہوئے، مولانا نے دارالعلوم میں تدریسی خدمات کے ساتھ اس ذمہ داری کو بھی سنبھالا، آپ کے دور میں مجلس کی ایک مشاورتی نشست ہوئی، اس کے بعد مجلس کے طریقہ کار میں بڑی تبدیلی آئی، اور مجلس کی سرگرمیوں کا رخ اجتماعی غور وفکر سے انفرادی تحقیق میں تبدیل ہوگیا۔

مجلس کی پانچویں مشاورتی نشست

مجلس تحقیقات شرعیہ کی پانچویں مشاورتی نشست ۱۵، ۱۶مئی ۱۹۷۱ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں منعقد ہوئی، جس میں سرکاری قرضہ کے علاوہ مجلس کے طریقہ کار اور دیگر موضوعات پر گفتگو ہوئی، اس نشست میں درج ذیل شخصیات شامل ہوئیں؛

۱۔مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ
۲۔مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ
۳۔مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ (دہلی)

۴۔مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ
۵۔مفتی نظام الدین صاحبؒ
۶۔قاضی زین العابدین سجادؒ (جامعہ ملیہ)
۷۔مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ
۸۔مولانا شاہ عون احمد پھلوارویؒ
۹۔مولانا سید عروج احمد قادریؒ
۱۰۔مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۱۱۔مولانا مفتی محمد ظفیر الدینؒ (دیوبند)
۱۲۔مولانا محمد عمران خان ندویؒ (بھوپال)
۱۳۔مولانا محمد تقی امینیؒ (علی گڑھ)
۱۴۔مولانا مفتی محمد رضا انصاریؒ
۱۵۔مولانا محمد اویس ندویؒ
۱۶۔مولانا محمد برہان الدین سنبھلیؒ
۱۷۔مولانا شبیر احمد میرٹھیؒ
۱۸۔مولانا محمد ظہور ندویؒ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی تحریک پر پہلے دن کی نشست کی صدارت مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ نے کی جبکہ دوسرے دن کی نشست کی صدارت مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی صاحب نے، ان دونوں نشستوں میں درج ذیل کارروائی انجام پائی:

۱۔حکومت سے قرض لینے کے مسئلہ میں اراکین مجلس اور مدعوین کے درمیان باہم بحث ومباحثہ کے بعد ایک سب کمیٹی بنائی گئی تاکہ مذکورہ گفتگو کی روشنی میں بیان تیار کرے، اس سب کمیٹی میں درج ذیل افراد شامل تھے:

۱۔مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ

۲۔ مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحبؒ

۳۔ مولانا منت اللہ رحمانی صاحبؒ

۴۔ مولانا برہان الدین سنبھلی صاحبؒ

کمیٹی نے اس مسئلہ پر غور کیا، مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ نے سوالنامہ کا تفصیلی جواب مرتب فرمایا، اسی طرح مولانا منت اللہ رحمانی صاحبؒ نے ایک تحریری بیان مرتب فرمایا، دوسرے دن کے اجلاس میں یہ دونوں تحریریں مجلس کے سامنے آئیں، اور پھر بحث و گفتگو ہوئی، مگر غور وفکر کے بعد شرکاء کو محسوس ہوا کہ اس مسئلہ پر مزید غور وفکر کی ضرورت ہے، کارروائی کے الفاظ اس طرح ہیں:

> مجلس نے محسوس کیا کہ ابھی اس مسئلہ کے بعض گوشوں کے سلسلہ میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے، اس لئے مندرجہ ذیل حضرات کی پھر ایک سب کمیٹی بنادی گئی اور اس کے سپرد یہ کام کردیا گیا کہ وہ اس مسئلہ میں مزید تحقیق اور غور وفکر کرے، اس کے ارکان باہم روابط رکھیں، اور جب ضرورت محسوس کریں تو مجلس کے صدر دفتر میں جمع ہوجایا کریں، اور جب اپنی تحقیق کے بارے میں مطمئن ہو جائیں تو اس کو قریبی مدت میں مرتب کرکے صدر مجلس کو پیش کردیں، پھر وہ اگر چاہیں تو مجلس کا اجلاس طلب فرمالیں یا اس کی نقول بھیج کر تحریری آراء طلب فرمالیں۔ (کارروائی رجسٹر قلمی)

اس سب کمیٹی کے ارکان درج ذیل افراد قرار پائے:

۱۔ مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ (امیر شریعت بہار واڑیسہ)

۲۔ مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھیؒ (جامعہ ملیہ اسلامیہ)

۳۔ مولانا مفتی نظام الدینؒ (مفتی دارالعلوم دیوبند)

۴۔ مولانا محمد منظور نعمانیؒ (مدیر الفرقان لکھنؤ)

۵۔ مولانا محمد برہان الدین سنبھلیؒ (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

۶۔ مولانا مفتی محمد ظہور ندویؒ (مفتی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

روزنامہ قومی آواز لکھنؤ کی رپورٹ کے مطابق اس نشست میں خصوصی دعوت پر سابق مرکزی وزیر یونس سلیم بھی شریک ہوئے، انہوں نے حکومت اور بنک کے اس طریقہ کار کی تشریح کی جس کے تحت شہریوں کو سودی قرض دیا جاتا ہے، انہوں نے اپنے تجربے کی روشنی میں بتایا کہ موجودہ دور میں کسی تجارت اور کاروبار کی ترقی اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ حکومت سے سرمایہ کے سلسلہ میں تعاون نہ ملے۔ (روزنامہ قومی آواز، ۱۸ رمئی ۱۹۷۱ء)

۲۔ اس اجلاس میں ایک اہم تجویز اور منظور ہوئی، بعد کے ادوار میں اس تجویز کے نتائج بڑے تلخ سامنے آئے، اور مجلس کے کاموں کا اجتماعی نظام انفرادی تحقیق میں بدل گیا، یہ تجویز کن حالات میں پیش کی گئی اور منظور ہوئی اس کی تفصیلات آج موجود نہیں ہیں، بہرحال کارروائی رجسٹر کے مطابق تجویز کے الفاظ اس طرح ہیں:

> صدر مجلس نے یہ تجویز رکھی کہ پوری مجلس کا جلد جلد جمع ہونا حضرات اراکین کی مصروفیات ودیگر وجوہ کی بناپر مشکل ہوتا ہے، اس لئے مناسب ہوگا کہ چند ارکان کی ایک مستقل کمیٹی مقرر کردی جائے، وہ حسب ضرورت جلد از جلد اپنا اجتماع کرکے مسائل کے بارے میں غور وفکر وتبادلہ خیالات کیا کرے، اور پھر اس کمیٹی کے نتائج تمام حضرات ارکان کے پاس اظہار رائے کے لئے بھیج دئے جایا کریں، اور اگر ضرورت محسوس ہو تو پوری مجلس طلب کی جائے۔
>
> (کارروائی رجسٹر قلمی)

چنانچہ باہمی مشورہ اور اتفاق سے درج ذیل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی:

۱۔ مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ

۲۔ مولانا مفتی نظام الدینؒ (دیوبند)

۳۔ مولانا محمد منظور نعمانیؒ

۴۔مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھیؒ
۵۔مولانا محمد برہان الدین سنبھلیؒ
۶۔مولانا مفتی محمد ظہور ندویؒ

۳۔اس نشست میں مجلس کے صدر محترم مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی ایک تحریر پڑھی گئی جس میں مولاناؒ نے حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کی تدفین اور اس کے سلسلہ میں پیدا ہوئے والے اس افسوسناک اختلاف کا بھی ذکر کیا جس کا تذکرہ بعض اخبارات ورسائل میں بھی آچکا ہے، اور ہندوستان و پاکستان کے اکابر علماء واہل فتوی کے ان فتاوی کا بھی ذکر کیا جو اس سلسلہ میں لکھے گئے ہیں، ان میں سے دو فتوے جو حال ہی میں لکھے گئے ہیں (ایک مولانا مفتی سید مہدی حسن شاہجہاں پوری کا اور دوسرا مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کا) مجلس میں پڑھے گئے اور اس کے بعد باتفاق حسب ذیل تجویز منظور کی گئی:

مجلس کے ہم تمام ارکان اس شرعی رائے سے متفق ہیں جو مسئلہ کے بارے میں ان دونوں فتوی میں ظاہر کی گئی ہے، اور فیما بیننا وبین اللہ اس پر مطمئن ہیں کہ تدفین کی جو صورت بیان کی گئی ہے اس میں تدفین شرعاً متحقق ہوگئی، اور قطع نظر اس سے کہ تدفین کس طرح ہوئی، اور اس میں کیا اور کس درجہ خامی رہ گئی، اب میت کو وہاں سے منتقل کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے، بلکہ اس میں بہت بڑے اور دور رس مفاسد ہیں، اور ہندوستان یا پاکستان کی حکومتوں کو اس میں مداخلت کی دعوت دینا تو بہت ہی خطرناک ہے، بالخصوص اس صورت میں کہ حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے اہل خاندان جو شرعی ولی بھی ہیں اس منتقلی کے لئے کسی طرح راضی نہیں ہیں۔

اس لئے مجلس ان حضرات سے جو غالباً حضرت رائے پوریؒ کی محبت کے جذبہ سے مغلوب ہوکر رائے پور منتقلی کی تجویز پر اصرار کررہے ہیں، دردمندانہ اپیل کرتی ہے کہ جو کچھ ہو چکا اس کو تقدیر الٰہی سمجھ کر اس مسئلہ کو اب ختم کردیا جائے،

یقین ہے کہ رفع نزاع کی نیت سے اور حکم شرعی کے تحت اپنے جذبات کے خلاف یہ اقدام کرنا ان حضرات کے لئے اللہ تعالی کی رضا اور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی روح کی مسرت کا باعث ہوگا۔ (کارروائی رجسٹر قلمی)

مجلس کی کوششیں۔ نئے انداز میں

مجلس کے نئے ناظم مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب نے مجلس کے طے کردہ مسائل اور ان کے علاوہ دیگر پیش آمدہ مسائل پر تحقیقی مقالات ورسائل تیار کرنے کا کام شروع کیا، اور اس انداز سے مجلس تحقیقات کے مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشاں ہوگئے، دور حاضر کے بہت سے پیچیدہ مسائل پر مولانا نے اپنی تحقیقات پیش کیں، جو کتابوں اور رسائل کی شکل میں شائع ہوتے رہے، ابتدائی دور میں ہی رویت ہلال کے موضوع پر وقیع کتاب، بینک انٹرسٹ اور سرکاری قرضوں کا مسئلہ اور دیگر تحقیقی مقالات اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

ریکارڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس کے قیام کے بعد سے ہی جدید فقہی مسائل پر مشتمل استفاءات وسوالات ملک و بیرون ممالک سے مجلس کے پاس آنے لگے تھے، مولانا برہان الدین سنبھلی صاحب کے دور میں اس تعداد میں خاصا اضافہ ہوگیا، مولانا نے ایسے تمام سوالات اور علمی اشکالات کے جوابات تحقیقی انداز میں لکھے، اس طرح کے سوالات و جوابات کا بڑا حصہ مجلس کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔

مجلس تحقیقات شرعیہ کا قیام وقت کی اہم ترین ضرورت تھی، مجلس نے اس کے قیام کے ابتدائی سالوں میں عصری مسائل کے لئے ملک کے صف اول کے علماء اور ارباب افتاء کو ایک اسٹیج پر جمع کرکے مسائل پر اجتماعی غور وفکر کی نئی راہ دکھائی، انشورنس اور رویت ہلال جیسے موضوع پر اجتماعی غور وفکر سے حل تلاش کیا گیا، وہیں مجلس کے اس اقدام اور ملک کے ہر مکتب فکر کے ممتاز علماء کی شرکت کے ذریعہ علمی حلقوں میں وقت کے پیدا شدہ مسائل کے حل کی جانب توجہ عام ہوئی، اور اہل علم اس جانب متوجہ ہوئے، جدید مسائل کی

طرف اہل علم کی توجہ مبذول کرانا اورایسے مسائل پر کھلے ذہن کے ساتھ سوچنے اور انفرادی واجتماعی طور پر غور کرنے کا مزاج بنانا مجلس کا تنہا ایک کام ہے جسے تاریخ میں ہمیشہ یادرکھا جانا چاہیے۔

تحقیقات شرعیہ کے احیاء کی ضرورت

گذشتہ کئی سالوں سے ندوۃ العلماء کے ذمہ داران اورکلیۃ الشریعہ کے سینئر اساتذہ اس بات کے لئے فکرمند تھے کہ کسی طرح مجلس تحقیقات شرعیہ کوزندہ کیا جائے،اوراس کی سرگرمیوں کودوبارہ بحال کیا جائے،تاکہ مجلس کے ذریعہ شرعی موضوعات پر تحقیقی کاموں کا سلسلہ شروع ہو،اوردارالعلوم ندوۃ العلماء کے مختلف اساتذہ سے فقہی اورشرعی موضوعات پر تحقیقی کام کرایا جاسکے،نیزاس کے ذریعہ دارالعلوم کے طلبہ میں فقہی اور تحقیقی ذوق کو نکھارنے میں مدد لی جاسکے۔

نئے سکریٹری کا انتخاب

اسی ضرورت کے پیش نظر مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب کی حیات میں ہی ندوۃ العلماء کے ذمہ داران نے مجلس کی احیاء کا فیصلہ فرمایا،اوراس بارے میں باضابطہ ایک رسمی تحریر مورخہ ۳صفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۳اکتوبر ۲۰۱۹ء کو دفتر نظامت سے جاری ہوئی،جس میں دارالعلوم ندوۃ کے سینئر استاذ اورجدید مسائل پر گہری نظر رکھنے والے فقیہ ومحقق مولانا عتیق احمد بستوی کواس ادارہ کی ذمہ داری دی گئی،اوران سے مجلس کا نیا نظام بنانے کے لئے کہا گیا۔

مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم اور مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی دامت برکاتہم سے تبادلہ خیال کر کے مجلس کا نیا نظام بنایا،لیکن اتفاق کہ ان دنوں دارالعلوم میں جاری کچھ دیگر مسائل کی وجہ سے مجلس کا آغاز نہیں ہوسکا،اس درمیان ۱۷/جنوری ۲۰۲۰ء کو مولانا محمد برہان الدین سنبھلی صاحب بھی اللہ کو پیارے ہوگئے،ان اسباب کی وجہ سے اس کام میں تاخیر ہوتی گئی،بالآخر ۱۶فروری ۲۰۲۰ء

کو مجلس کے معاونین متعین ہوئے،اوراس کے چند دن بعد ہی مجلس کا نیا دفتر اپنے نئے ذمہ دارومعانین کے لئے تیار ہوگیا،اوراس طرح ایک طویل وقفہ کے بعد مجلس تحقیقات کا دفتر دوبارہ علمی وتحقیقی کاموں کے لئے کھل گیا۔

مقاصد میں توسیع

مجلس کے موجودہ سکریٹری مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے جدید مسائل کے لئے قائم فقہی اکیڈمیوں کے کاموں اورموجودہ حالات کے تقاضوں کوسامنے رکھ کر مجلس کے مقاصد میں قدرے توسیع کی،تاکہ مجلس کا دائرہ محدود نہ رہے،اب مجلس کے مقاصد درج ذیل ہیں:

۱۔دورحاضر کے پیدا کردہ نئے مسائل نیزوہ قدیم احکام ومسائل جو بدلے ہوئے عالمی یا ملکی حالات میں از سرنو غوروخوض کے محتاج ہیں ان پر اجتماعی غوروخوض اورشرعی فیصلہ کی کوشش کرنا اورامت مسلمہ کوان فیصلوں سے واقف کرانا۔

۲۔دورحاضر میں جن مسائل اورسوالات پر سنجیدہ بحث وتحقیق کی ضرورت ہے ان کی فہرست سازی کرنا اوران مسائل وسوالات پر محقق علماء وفقہاء اور باصلاحیت وحوصلہ مند فضلائے مدارس وجامعات سے کتابیں اورمضامین لکھوانا اورانہیں مختلف زبانوں میں شائع کرانے کی کوشش کرنا۔

۳۔اسلام کی جن تعلیمات کے بارے میں شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں یا اعتراضات کئے جاتے ہیں ان موضوعات پر اطمینان بخش لٹریچر تیار کرنا اور پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ اسے پھیلانے اورعام کرنے کی کوشش کرنا۔

۴۔پوری دنیا اور خصوصا عالم عربی اورعالم اسلامی میں فقہ اورشریعت کے بارے میں جو تحقیقی ادارے یا فقہ اکیڈمیاں ہیں،ان کے سیمیناروں،کانفرنسوں اور تحقیقی کاموں سے واقف رہنے اوران سے علمی رابطہ رکھنے کی کوشش کرنا اور ہندوستان کے ممتاز فقہاء وعلماء کو ان سے واقف کرانے کی کوشش کرنا۔

۵۔اسلام کے عائلی قوانین (نکاح،طلاق،وراثت وغیرہ) کے بارے میں ایسی کتابیں اورمضامین تیارکرانا جن میں ان قوانین کی بھرپور وضاحت ہو،ان پر کئے جانے والے اعتراضات وشبہات کے اطمینان بخش جوابات ہوں،اوردوسرے عائلی قوانین سے ان کا موازنہ بھی کیا گیا ہو۔

۶۔ہندوستان کی اعلی عدالتوں (سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ) کے مسلم پرسنل لا کے بارے میں دئے گئے مخالف شریعت فیصلوں کا قانونی اورشرعی جائزہ تیارکرانا اوراسے شائع کرانے کی کوشش کرنا۔

۷۔دارالافتاء ندوۃ العلماء میں آنے والے اہم اور تحقیق طلب سوالات ومسائل کا تحقیقی جواب تیارکرنا۔

۸۔دارالعلوم ندوۃ کے طلبہ میں فقہی ذوق ومزاج کو پروان چڑھانے کے لئے اہم فقہی موضوعات پرمحاضرات،مقابلے،مذاکرے منعقدکرانا۔

۹۔دارالعلوم ندوۃ العلماء کے کم از کم دوہونہارفضلاء جن کی فقہ وافتاء میں اچھی صلاحیت ہو،انہیں معقول اسکالرشپ کے ساتھ تصنیفی تربیت کے لئے منتخب کرنا،اوران سے فقہی موضوعات پرعلمی وتحقیقی کام لینا تاکہ مستقبل میں وہ فقہی وشرعی موضوعات پربہتر سے بہتر کام کرسکیں۔

۱۰۔مذکورہ بالا مقاصدکوبروئے کارلانے کے لئے مختلف اقدامات کرنا،پروگرام بنانا، سیمیناراورکانفرنسیں منعقدکرانا،اسٹڈی گروپ تشکیل دینا،ورکشاپ منعقدکرنا،وغیرہ

مجلس کے سرپرستان،ارکان مشاورت اورعلمی معاونین

ذمہ دارانِ ندوۃ العلماء کے مشورہ سے مجلس تحقیقات شرعیہ کامکمل نظام بنایا گیا،اور مقاصد کے ساتھ طریقہ کاراورذمہ دارومعاونین کی تحدید کی گئی۔

مجلس کے زیراہتمام انجام پانے والے علمی وتحقیقی کاموں کی نگرانی کے لئے دوطرح کی مشاورتی کمیٹی بنائی گئی،پہلی مشاورتی کمیٹی ملک کے ممتازاصحاب علم وتحقیق پرمشتمل ہے

جبکہ دوسری دارالعلوم کے علمی وتحقیقی ذوق رکھنے والے اساتذہ پرمشتمل۔

مشاورتی کمیٹی (ملک کے ممتاز علماء):

۱۔حضرت مولاناسیدمحمدرابع حسنی ندوی دامت برکاتہم (بحیثیت عہدہ)
۲۔مولاناسیدمحمدحمزہ حسنی ندوی (بحیثیت عہدہ)
۳۔مولاناڈاکٹرتقی الدین ندوی مظاہری (بحیثیت عہدہ)
۴۔مولاناڈاکٹرسعیدالرحمٰن اعظمی ندوی (بحیثیت عہدہ)
۴۔مولاناعتیق احمدبستوی (سکریٹری مجلس)
۴۔مولاناخالدسیف اللہ رحمانی (رکن مشاورت)
۵۔مولاناعبیداللہ اسعدی (رکن مشاورت)
۶۔مولانانورالحسن راشدکاندھلوی (رکن مشاورت)
مولانامحمدزکریاندوی سنبھلی (رکن مشاورت)
۷۔مولاناڈاکٹرفہیم اخترندوی (رکن مشاورت)
۸۔مولانامفتی راشدحسین ندوی (رکن مشاورت)
۹۔مولانافیصل احمدبھٹکلی ندوی (رکن مشاورت)

مشاورتی کمیٹی (اساتذہ):

دارالعلوم کے درج ذیل اساتذہ کومجلس کی مشاورت کارکن نامزدکیا گیا:

۱۔مولانامفتی محمدظفرعالم ندوی (استاذفقہ ومفتی دارالافتاء)
۲۔مولانامفتی محمدمستقیم ندوی (استاذفقہ وقاضی دارالقضاء)
۳۔مولانامفتی محمدزیدمظاہری ندوی (استاذحدیث وفقہ دارالعلوم ندوۃ العلماء)
۴۔مولاناحفظ الرحمٰن ندوی (استاذدارالعلوم ندوۃ العلماء)
۵۔مولانامفتی مسعودحسن حسنی ندوی (استاذفقہ ومفتی دارالافتاء)

مجلس کے علمی معاونین:

دارالعلوم میں علمی ذوق رکھنے والے درج ذیل نوجوان اساتذہ کو مجلس کا معاون علمی مقرر کیا:

۱۔مولانا رحمت اللہ ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۲۔مولانا محمد نصراللہ ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)

۳۔مولانا ڈاکٹر محمد علی ندوی (استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء)

آفس سکریٹری:

مجلس کی انتظامی ذمہ داری راقم سطور (منور سلطان ندوی) کے سپرد کی گئی، ساتھ ہی فتاوی ندوۃ العلماء کی ترتیب وتحقیق کی اضافی ذمہ داری بھی دی گئی۔

سرگرمیوں کا آغاز

مجلس کے سکریٹری، معاونین اور مشاورت میں شامل اساتذہ سے مشورہ کے بعد مجلس کی سرگرمیاں شروع ہوگئیں، ابتدائی دور میں ان مقالات کی ترتیب وتحقیق اور اشاعت کا پروگرام بنایا گیا ہے جو مجلس کے زیر اہتمام مذکورہ تین مسائل پر مجلس کو موصول ہوئے تھے:

۱۔انشورنس کے موضوع پر لکھے گئے مقالات

۲۔رویت ہلال کے موضوع پر لکھے گئے مقالات

۳۔سرکاری قرضہ کے موضوع پر مجلس کو موصول ہونے والے مقالات

۴۔علامہ سید سلیمان ندویؒ کے فقہی وشرعی مقالات کی ترتیب

☆☆☆☆

مراجع ومصادر

مطبوعہ:

۱۔ندوۃ العلماء کا فقہی مزاج اور ابناء ندوہ کی فقہی خدمات، مولف: مولانا منور سلطان ندوی، ط: المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد

۲۔عصر حاضر کے مسائل اور مسئلہ اجتہاد، مولف: مولانا ڈاکٹر فہیم اختر ندوی، ط: اسلامک بک فاؤنڈیشن، نئی دہلی

۳۔تجویز مجلس تحقیقات شرعیہ متعلق انشورنس، مرتب: مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندویؒ، ط: مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۴۔تجویز مجلس تحقیقات شرعیہ متعلق رویت ہلال، مرتب: مولانا محمد اسحٰق سندیلوی ندویؒ، ط: مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۵۔مکتوبات حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ، ناشر مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، لکھنؤ ۲۰۲۰ء

۶۔پندرہ روزہ تعمیر حیات، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

۷۔ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ

۸۔ماہنامہ معارف، دارالمصنفین اعظم گڑھ

۹۔ہفت روزہ صدق جدید

۱۰۔روزنامہ سیاست، کانپور ۱۹۶۳ء

۱۱۔روزنامہ قومی آواز، لکھنؤ ۱۹۷۱ء

۱۲۔سہ روزہ دعوت، دہلی، ۱۹۷۱ء

قلمی تحریریں:

١۔ کارروائی رجسٹر، محفوظہ دفتر مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ

٢۔ جلسوں کی رپورٹ، محفوظہ دفتر مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ

٣۔ مختلف قلمی تحریریں، محفوظہ دفتر مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء، لکھنؤ

مجلس تحقیقات شرعیہ، ندوۃ العلماء لکھنؤ

دو سالہ پیش رفت

فروری ٢٠٢٠ء تا مارچ ٢٠٢٢ء

مجلس کے سکریٹری مولانا عتیق احمد بستوی صاحب کی جانب سے پیش کردہ دو سالوں کی رپورٹ معمولی ترمیم و اضافہ کے ساتھ پیش ہے:

اللہ کے فضل و کرم اور ندوۃ العلماء کے ذمہ داران کی توجہ سے ندوۃ العلماء کا قدیم ترین شعبہ مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء کا دوبارہ احیاء ہوا، فروری ٢٠٢٠ء میں مجلس کا کام باضابطہ شروع ہوا، اس کے فوراً بعد مارچ میں کوڈ کی وجہ سے لاک ڈاؤن لگ لگا، اور ایک عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہا، مگر اس کے باوجود مجلس کا کام پوری تندہی کے ساتھ جاری رہا، اس ایک سال میں مجلس کے ذریعہ جو علمی و تحقیقی سرگرمیاں انجام پائی ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہیں:

مقاصد کی تعیین اور علمی و تحقیقی کاموں کا خاکہ

قدیم ریکارڈ میں مجلس کے مقاصد مبہم انداز میں لکھے ہوئے ملے، چنانچہ مجلس کے احیاء کے رسمی اعلان کے بعد سب سے پہلے مجلس کے مقاصد کو دوبارہ منضبط کیا گیا، اور اس کے دائرہ میں کاموں کا نظام بنایا گیا، اس کی روشنی میں مجلس کا علمی سفر جاری ہے۔

قدیم ریکارڈ اور مقالات کو محفوظ کرنے کی کوشش

مجلس کے قدیم ریکارڈ کا جائزہ لیا گیا تو اس میں بہت سی قیمتی تحریریں، کارروائی سے

متعلق قلمی تحریریں اور تین اہم فقہی مسائل پر منعقد ہونے والے مشاورتی نشستوں کے مقالات بوسیدہ حالت میں ملے،اس گمشدہ علمی اثاثہ کو محفوظ کرنا ضروری تھا، چنانچہ ریکارڈ میں جو ضروری کاغذات تھے، ان سب کو بڑی احتیاط کے ساتھ اسکین کر کے کمپیوٹر پر محفوظ کرایا گیا، یہ بڑا قیمتی ذخیرہ ہے، جس کے بارے میں لوگوں کو علم نہیں تھا۔

مجلس کی تاریخ وتعارف پر مشتمل تین رسائل کی طباعت

مجلس اپنے قیام سے لے کر ۱۹۷۱ء تک بڑی سرگرم رہی، ۱۹۷۱ء کے بعد کام کی نوعیت میں فرق آیا مگر سرگرمیاں جاری ہیں، اور اچھا خاصا کام ہوا، مگر افسوس کہ مجلس کی سرگرمیوں کے بارے میں کوئی منضبط معلومات موجود نہیں تھیں، اس پس منظر میں مجلس کی تاریخ سے متعلق بنیادی معلومات، قیام کے پس منظر اور اب تک کی سرگرمیوں کو مرتب کرنا ضروری تھا تاکہ مجلس کی خدمات اور خاص طور پر موجودہ دور میں اس کی کتنی ضرورت ہے یہ اہل علم کے سامنے آسکے، اس مقصد کے لئے مجلس کے معاون علمی مولانا منور سلطان ندوی کو مجلس کا تعارف مرتب کرنے کی ذمہ داری دی گئی، انہوں نے ریکارڈ میں محفوظ کاغذات کی روشنی میں بڑے سلیقہ سے مجلس کا تفصیلی تعارف تیار کیا، اسی طرح انہوں نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اور مجلس کے پہلے ناظم مولانا تقی امینیؒ کے ان مقالات کو رسائل کی فائلوں سے نکال کر طباعت کے لئے تیار کیا جو مجلس کی تاسیس کے وقت پڑھے گئے تھے، ان کے علاوہ مجلس کے دونوں فیصلے جو الگ الگ رسائل کی شکل میں اس زمانہ میں شائع ہوئے تھے، ان کو ایک رسالہ کی شکل میں دوبارہ شائع کیا گیا، یہ تینوں رسائل شائع ہو کر ملک کے ممتاز علماء کے خدمت میں پہونچ چکے ہیں۔

مجلس کے قدیم دستاویزی مقالات کی ترتیب وتحقیق

مجلس کے ریکارڈ میں وہ مقالات بھی دستیاب ہوئے جو مجلس کے تینوں مشاورتی اجتماعات میں پیش کئے گئے تھے، ان مقالات کی حیثیت ایک گم شدہ علمی دفینہ کی تھی، چنانچہ

ان مقالات کو موضوعات کی ترتیب سے مرتب کرنے کا نظام بنایا گیا، مجلس کے علمی معاونین کے ذمہ یہ کام کیا گیا، کام کی تفصیلات اس طرح ہیں:

۱۔انشورنس سے متعلق مقالات کی ترتیب وتحقیق کا کام مولانا مسعود حسن حسنی ندوی نے انجام دیا ہے، یہ کتاب اشاعت کے لئے تیار ہے۔

۲۔رویت ہلال کے موضوع پر مقالات کی ترتیب وتحقیق کا کام مولانا نصر اللہ ندوی کے حوالہ کیا گیا، یہ کام بھی مکمل ہو چکا ہے۔

۳۔سرکاری قرضوں کے موضوع پر مقالات کی ترتیب وتحقیق کا کام مولانا رحمت اللہ ندوی نے انجام دیا ہے۔

ان تینوں کتابوں کی اشاعت سیمینار کے موقع پر متوقع ہے۔

مسلم فیملی لاء پر ماہانہ خطبات کا سلسلہ

قانون سے وابستہ وکلاء حضرات کی ایک تعداد فیملی کورٹ میں پریکٹس کرتی ہیں، جہاں نکاح وطلاق وغیرہ کے معاملات آتے ہیں، وکلاء حضرات عموما شریعت کے نظام سے ناواقف ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے عائلی مسائل میں شریعت کے نظام کی غلط ترجمانی ہوتی ہے وہیں شریعت کے خلاف فیصلے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، اس تناظر میں یہ نظام بنایا گیا کہ ہر ماہ وکلاء کے لئے خصوصی لکچر کا اہتمام کیا جائے، اللہ کا شکر ہے اس سلسلہ وار پروگرام کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی، اور وکلاء حضرات کی ایک بڑی تعداد اس سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔

اب تک اس سلسلہ کے جو پروگرام ہو چکے ہیں، ان کے عناوین اور محاضرین کی تفصیلات اس طرح ہیں:

پہلا لکچر

۶؍دسمبر ۲۰۲۰ء کو مسلم فیملی لا لکچر سیریز کا پہلا لکچر مولانا مفتی محمد ظفر عالم ندوی (مفتی

دارالافتاء، واستاذ فقہ) نے اسلام کا نظام طلاق اور اس کی قسمیں کے عنوان پر پیش کیا، پروگرام کی صدارت معروف قانون داں جناب ظفریاب جیلانی صاحب نے کی، مجلس کے سکریٹری مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے افتتاحی کلمات پیش کئے، مولانا نے اس پروگرام کے مقصد کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ وقت میں جو لوگ قانون کے شعبہ سے وابستہ ہیں انہیں اسلام کے عائلی قوانین کو سمجھنا ضروری ہے، علماء پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ وکلاء کو ان قوانین کے سمجھنے میں ان کی مدد کریں، وکلاء حضرات فیملی لاء سے متعلق شریعت کی تعلیمات اور اس کی حکمت و مصلحت سے واقف ہوں گے تو عدالت میں شریعت کی بہتر ترجمانی کرسکیں گے، اس پروگرام میں شہر کے وکلاء کے ساتھ دارالعلوم کے نوجوان اساتذہ بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔

دوسرا لکچر

مسلم فیملی لا لکچر سیریز کا دوسرا لکچر ۹/جنوری ۲۰۲۱ء کو اسلام کا نظام وراثت اور اس میں عورتوں کا حصہ کے عنوان پر منعقد ہوا، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذ مولانا مفتی محمد زید مظاہری ندوی نے اس موضوع پر تفصیلی مقالہ پیش کیا، پروگرام کی صدارت جسٹس صبغت اللہ صاحب سابق جج الہ آباد ہائی کورٹ نے کی، انہوں نے اس طرح کے پروگرام کو اہم ضرورت قرار دیا، انہوں نے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کا قانون میراث دنیا کا سب سے بہترین قانون میراث ہے، ہمارے معزز وکلاء کو زیادہ گہرائی کے ساتھ اس موضوع کو پڑھنا چاہیے۔

تیسرا لکچر

تیسرے لکچر کے لئے مولانا مفتی عبیداللہ اسعدی (شیخ الحدیث جامعہ عربیہ ہتھورا، باندہ) کو دعوت دی گئی، مولانا نے اس دعوت کو قبول فرمایا اور لکچر کے لئے متعین موضوع 'یتیم پوتے کی وراثت' پر تفصیلی مقالہ تیار کیا، ۱۳/فروری ۲۰۲۱ء کو یہ مقالہ پیش ہوا، اس پروگرام کی

صدارت بھی جسٹس صبغت اللہ صاحب (سابق جج الہ آباد ہائی کورٹ) نے کی، جبکہ معروف قانون داں جناب ظفریاب جیلانی، مولانا خالد رشید فرنگی محلی اور جناب سلیمان رحیم آبادی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔

چوتھا لکچر

مسلم فیملی لا لکچر سیریز کے چوتھے لکچر کے لئے 'گھریلو نزاعات کے حل میں دارالقضاء کا کردار' کا موضوع متعین کیا گیا، یہ پروگرام ۱۳/مارچ ۲۰۲۱ء کو منعقد ہوا، اس میں مولانا محمد زکریا ندوی، مولانا خالد رشید فرنگی محلی اور جسٹس بدرالدجی نقوی نے بھی اظہار خیال کیا، مولانا محمد زکریا سنبھلی ندوی نے خاص طور پر علماء کو نصیحت کی کہ وہ اپنی زبان کو آسان بنائیں تاکہ عوام ان کی بات سمجھ سکیں۔

پانچواں لکچر

۱۴/اگست ۲۰۲۱ء کو 'خلع کی حقیقت اور اس کے شرعی وقانونی پہلو' کے موضوع پر خصوصی لکچر کا انعقاد کیا گیا، جس میں مولانا محمد ظفر عالم ندوی نے وقیع علمی مقالہ پیش کیا، پروگرام کی صدارت جسٹس بدرالدجی نقوی نے کی، انہوں نے کھل کر اعتراف کیا کہ مختلف قوموں نے عورتوں کو جو حقوق دئے ہیں وہ دراصل اسلامی تعلیمات کی دین ہیں، اس پروگرام میں بطور مہمان خصوصی مولانا جہانگیر عالم قاسمی (صدر انجمن فلاح دارین لکھنؤ) شریک ہوئے۔

چھٹا لکچر

۱۱/ستمبر ۲۰۲۱ء کو مسلم فیملی لا لکچر سیریز کا چھٹا پروگرام مذاکرہ کی شکل میں منعقد ہوا، مذاکرہ کا موضوع 'بین مذاہب شادیاں اور اس کے قانونی وشرعی پہلو' تھا، اس مذاکرہ میں ایڈوکیٹ عامر نقوی صاحب (سینئر ایڈوکیٹ ہائی کورٹ وسابق اسٹینڈنگ کونسل آف سنٹرل گورمنٹ)، ڈاکٹر مصطفیٰ کمال شیروانی (ریٹائرڈ پرنسپل شیعہ لاء کالج وڈپٹی وائس چانسلر

زنجبار یونیورسیٹی، تنزانیہ)، مولانا محمد خالد غازیپوری ندوی اور مولانا محمد ظفر عالم ندوی نے اظہار خیال کیا، جبکہ پروگرام کی صدارت مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے کی۔

ساتواں لکچر

امسال کا تیسرا لکچر دو موضوعات پر مشتمل تھا، پہلا 'فسخ نکاح (ظلم وزیادتی، شقاق بین الزوجین) اور دوسرا 'بیوی پر شوہر کے ظلم وزیادتی سے متعلق ملکی قانون'، پہلے موضوع پر مولانا مفتی راشد حسین ندوی (استاذ مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی) نے اپنا مقالہ پیش کیا، جبکہ دوسرے موضوع پر ایڈوکیٹ صبیح احمد (سینئر ایڈوکیٹ، سابق نائب صدر سنٹرل بار ایسوسی ایشن، لکھنؤ) نے اظہار خیال کیا، یہ پروگرام ۱۱/دسمبر ۲۰۲۱ء کو منعقد ہوا، اس پروگرام میں بطور مہمان خصوصی مولانا عبد العلی فاروقی (مہتمم دار العلوم فاروقیہ کاکوری) شریک ہوئے، انہوں نے اس سلسلہ وار پروگرام کی بڑی ستائش کی، صدارت مولانا عتیق احمد بستوی صاحب نے کی۔

آٹھواں لکچر

مسلم فیملی لا لکچر سریز کے پانچویں لکچر کے لئے بھی دو موضوعات منتخب کئے گئے، پہلا 'مفقود الخبر ی، غائب غیر مفقود، عدم ادائے نفقہ کی بناء پر فسخ نکاح'، اور دوسرا 'Domestic Violence Act'، مجلس کے سکریٹری مولانا عتیق احمد بستوی صاحب کی صدارت میں یہ پروگرام ۱۲ فروری ۲۰۲۲ء کو دار العلوم کے تاریخی ہال 'عباسیہ ہال' میں منعقد ہوا، پہلے موضوع پر مولانا محمد مستقیم ندوی (قاضی دار القضاء، واستاذ دار العلوم ندوۃ العلماء) نے مقالہ پیش کیا، جبکہ دوسرے موضوع پر ڈاکٹر وحید عالم صاحب (اسسٹنٹ پروفیسر شیعہ کالج آف لا، لکھنؤ) نے گفتگو کی۔

نواں لکچر

۲۲/مارچ ۲۰۲۲ء کو 'طلاق کے بارے میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلوں

کا جائزہ' کے عنوان پر پانچویں لکچر کا انعقاد مولانا حیدر حسن خاں ٹونکی ہال میں عمل میں آیا، مولانا عتیق احمد بستوی (سکریٹری مجلس تحقیقات شرعیہ) نے اس موضوع پر تفصیلی مقالہ پیش کیا، اس طرح اس پروگرام میں ایڈوکیٹ عتیق الزماں صدیقی صاحب (ہائی کورٹ لکھنؤ) نے 'عدالتوں میں طلاق سے متعلق دائر مقدمات اور ان کے فیصلوں کی بنیادیں' کے عنوان پر اظہار خیال کیا، پروگرام میں بڑی تعداد میں وکلاء اور دار العلوم کے نوجوان اساتذہ شریک ہوئے۔

ان لکچرز کا جہاں علمی فائدہ ہو رہا ہے وہیں عصری تعلیم یافتہ طبقہ ندوہ سے جڑ رہا ہے، ان پروگراموں میں شہر کی ممتاز شخصیات کو بطور مہمان خصوصی بلایا جاتا ہے، اور ان کے خیالات سے شرکاء فائدہ اٹھاتے ہیں، وکلاء کے ساتھ نوجوان اساتذہ بھی ان علمی خطبات سے فیضیاب ہوتے ہیں، اور تبادلہ خیالات میں حصہ لیتے ہیں۔

قرآنیات کے موضوع پر علمی کام

مجلس تحقیقات شرعیہ کے کام کا دائرہ شرعی علوم پر محیط ہے، اس حوالہ سے اس جانب توجہ دی گئی کہ شرعی علوم میں کن علوم پر علمی کام کی زیادہ ضرورت ہے، اس پس منظر میں اساتذہ سے تبادلہ خیال کے بعد یہ طے پایا کہ قرآنیات اور علم کلام پر ہندوستان میں کام کم ہوا، موجودہ حالات کا بھی تقاضہ ہے کہ ان موضوعات پر کام کیا جائے، چنانچہ پہلے مرحلہ میں قرانیات سے متعلق ضروری موضوعات طے کئے گئے، اور تفسیر وعلوم قرآن پڑھانے والے اور ان موضوعات سے دلچسپی رکھنے والے اساتذہ سے رضا کارانہ خواہش کی گئی کہ وہ کوئی ایک موضوع اپنے ذمہ لیں اور سال دو سال میں اس کام کو مکمل کرلیں، الحمد للہ اس سلسلہ میں اساتذہ کے ساتھ متعدد نشستیں ہوئی ہیں، اور اس طرح متعدد بار غور وفکر اور باہمی مشورہ کے بعد درج ذیل موضوعات پر علمی کام کرنا طے ہوا، موضوعات اور محققین کی تفصیلات اس طرح ہیں:

۱۔ ناسخ ومنسوخ کے مباحث اور اس موضوع پر کتابوں کا تعارف۔ مولانا محمد علاء الدین

ندوی

۲۔اعجاز القرآن کے مباحث اوراس سے متعلق کتابوں کا تعارف۔مولانا عنایت اللہ ندوی

۳۔معارف القرآن مفتی شفیع صاحب اور معارف القرآن مولانا ادریس کاندھلوی: ایک تجزیہ۔مولانا شہاب الدین ندوی

۴۔بیان القرآن (تھانویؒ) اور تفسیر ماجدی (دریابادیؒ) کا علمی اور تجزیاتی مطالعہ۔مولانا شیخ ابرار احمد ندوی

۵۔ہندوستان میں اردو تراجم قرآن۔مولانا عبدالمتین ندوی

۶۔عصر حاضر کی معاشرتی خرابیاں اور ان کا حل قرآنیات کے آئینہ میں۔مولانا محمد نصر اللہ ندوی

۷۔حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی قرآنی لغوی تحقیقات۔مولانا محمد فرمان ندوی

۸۔مقدمہ تفسیر حقانی: تسہیل وتحقیق۔مولانا محمد امجد سنبھلی ندوی

۹۔عالم عرب کے جامعات میں قرآن سے متعلق تحقیقات۔مولانا محمد علی ندوی

۱۰۔قرآن اور سائنسی تحقیقات۔مولانا محمد مبین اعظمی ندوی

علمی موضوعات پر ماہانہ نشست

علمی وتحقیقی ذوق ومزاج کو فروغ دینے کے لئے پہلے قرآنیات سے متعلق ماہانہ نشستوں کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا، چند نشستوں کے بعد اس سلسلہ کو علمی لکچر کا نام دیا گیا، اس سلسلہ وار پروگرام میں کسی موضوع پر علمی مقالہ یا محاضرہ پیش کیا جاتا ہے، اس کے بعد شرکاء باہم تبادلہ خیال کرتے ہیں۔

اب تک اس سلسلہ کے درج ذیل پروگرام منعقد ہو چکے ہیں:

۱۔منہاج قرآنی پر محاضرہ

اس سلسلہ کا پہلا پروگرام ۱۲؍نومبر ۲۰۲۰ء کو منعقد ہوا، مولانا محمد علاء الدین ندوی نے منہاج قرآنی: چند فکری زاوئے‘ کے عنوان پر اپنا تفصیلی مقالہ پیش کیا، اس مقالہ میں

مولانا نے منہج قرآنی سے متعلق فکری اور علمی بنیادوں پر مختلف تجاویز پیش کی، اس کے بعد شرکاء نے اظہار خیال کیا، اس پروگرام میں دارالعلوم کے تفسیر اور علوم القرآن کے اساتذہ خاص طور پر شریک ہوئے۔

۲۔ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی مسائل اور ان کا حل

اس سلسلہ کا دوسرا پروگرام ۲۴؍جنوری ۲۰۲۱ء کو ایک مذاکرہ کی شکل میں منعقد ہوا، موضوع تھا ’ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی مسائل اور ان کا حل کتاب وسنت کی روشنی میں‘، مولانا نصر اللہ ندوی نے اس موضوع پر تفصیلی مقالہ پیش کیا، اس کے بعد شرکاء نے اظہار خیال کیا، یہ مذاکرہ اپنے موضوع، اور مواد دونوں کے لحاظ سے بہت مفید رہا، اس سے فکر ونظر کو نئی غذا ملی اور تفکر وتدبر کے نئے گوشے سامنے آئے۔

۳۔علامہ کاسانی اور ان کی کتاب ’بدائع الصنائع‘: تعارف اور جائزہ

اس موضوع پر ۱۷؍اکتوبر ۲۰۲۱ء کو مجلس کے آفس میں یہ علمی نشست ہوئی، مولانا عتیق احمد بستوی نے افتتاحی کلمات کے بعد محاضر کو دعوت سخن دی، دارالعلوم کے استاذ اور مجلس کے رفیق علمی مولانا ڈاکٹر محمد علی ندوی نے مذکورہ موضوع پر اپنا تفصیلی مقالہ پیش کیا، پروگرام میں دارالعلوم کے منتخب اساتذہ شریک ہوئے، واضح رہے کہ اس موضوع پر محاضر موصوف نے عربی زبان میں کتاب بھی لکھی ہے۔

۴۔تفسیر بالرای پر مذاکرہ

۲۶؍دسمبر ۲۰۲۱ء کو مجلس تحقیقات شرعیہ کے آفس میں اس موضوع پر مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا، جس میں دارالعلوم کے تفسیر کے اساتذہ شریک ہوئے، اور باہم تبادلہ خیال کیا، پروگرام کی صدارت مولانا عتیق احمد بستوی نے کی۔

فتاوی ندوۃ العلماء کی ترتیب وتحقیق

مجلس کے احیاء کے ساتھ ہی مولانا منور سلطان ندوی کو جو دارالافتاء میں فتاوی ندوۃ العلماء کے کام میں مصروف تھے، انہیں دارالافتاء سے مجلس منتقل کیا گیا اور مجلس کے کاموں

کے ساتھ فتاوی کی ترتیب وتحقیق کی ذمہ داری باقی رکھی گئی، وہ مجلس کی سرگرمیوں کے ساتھ حسب سہولت فتاوی کا کام بھی کرتے رہے، اس درمیان چند ماہ وہ تاریخ ندوۃ العلماء جلد سوم کی ترتیب وتسوید میں مولانا نذرالحفیظ ندوی ازہریؒ کے معاون کے طور پر مشغول رہے، اس عرصہ میں فتاوی کی چوتھی جلد جوزکوۃ کے ابواب پر مشتمل ہے، اور راقم نے جس کی نظر ثانی کی تھی، اس کی اشاعت عمل میں آئی، اس طرح اب تک فتاوی کی کل چار جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں، پانچویں جلد جوروزہ اور حج کے مسائل پر مشتمل ہے اس کا کام بھی آخری مرحلہ میں ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی کے فقہی مقالات کی ترتیب

علامہ سید سلیمان ندویؒ کے فقہی مقالات ومضامین معارف کے شماروں میں بڑی تعداد میں موجود ہیں، ان مقالات کو مرتب کرنے کی ذمہ داری مولانا رحمت اللہ ندوی کو دی گئی، یہ کام بھی مکمل ہو چکا ہے، اور اشاعت کا منتظر ہے۔

ویب سائٹ کی تیاری

مجلس کی علمی سرگرمیوں سے ملک وبیرون ملک کے اہل علم کو واقف کرانے کے لئے ویب سائٹ کی ضرورت تھی، مولانا اسمعیل بھولا ندوی نے اس سلسلہ میں مخلصانہ تعاون کیا، اوران کی محنت سے مجلس کی ویب سائٹ تیار ہوچکی ہے، اس ویب سائٹ پر شرعی نظام سے متعلق متعدد اہم مقالات اور کتابچے اپلوڈ ہو چکے ہیں، ویب سائٹ پر مواد جمع کرنے کا کام جاری ہے۔

کتابوں کی طباعت

مجلس کے تعارف پر مشتمل تین رسائل کے بعد اب مجلس کے معاون علمی مولانا ڈاکٹر محمد علی ندوی کی کتاب **نظرية تقديم الأقوى فى ضوء دراسة قاعدة الضعيف فى معارضة القوى معدوم حكماً** جو عربی زبان میں ہے، مجلس کی جانب

سے شائع کی جارہی ہے، تاکہ عالم عرب کے فقہی اداروں میں ندوہ کے اس شعبہ کا تعارف ہو سکے۔

اسی طرح مجلس کے ابتدائی تین سیمیناروں کے مقالات کے تین مجموعوں کی ترتیب وتحقیق بھی آخری مرحلہ میں ہے، ان تینوں کی طباعت انشاء اللہ تعالی جلد عمل میں آئے گی۔

فقہی سیمینار

مجلس تحقیقات شرعیہ کے مقاصد میں ایک مقصد سالانہ کسی جدید فقہی مسئلہ پر علمی مذاکرہ کرنا بھی شامل ہے، گذشتہ سال کرونا کی وجہ سے سیمینار کرنا ممکن نہیں تھا، حالات نارمل ہونے کے بعد امسال سیمینار کرنے پر غور ہوا، اورندوۃ العلماء کے ذمہ داران سے باضابطہ اجازت کے بعد سمینار کے ابتدائی مرحلہ کا کام شروع ہوا، موضوع کی تعیین کے بعد سوالنامہ تیار کیا گیا، اور پھر ملک کے اہل علم اور جدید فقہی موضوعات پر لکھنے والوں کی فہرست تیار کر کے تقریبا ۵۰/ افراد کو یہ سوالنامہ ارسال کیا گیا، اب تک کل ۲۷ جوابات مجلس کو موصول ہو چکے ہیں۔

سیمینار کا سوالنامہ ملک کے موقر علماء اور اصحاب افتاء کے ساتھ بیرون ہند کے علماء اور خصوصا عالم عرب کے علماء اور محققین کو بھی بھیجا گیا ہے، چند افراد نے سوالنامہ موصول ہونے پر اپنی مسرت کا اظہار کیا ہے، اب تک بیرون ہند سے اب تک دو مقالات موصول ہوئے ہیں۔ ۲۳، ۲۴ نومبر ۲۰۲۲ء مطابق ۲۷، ۲۸ ربیع الآخر میں یہ سمینار منعقد ہوگا۔

☆☆☆